﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجز

جلد 25 — جمعۃ المبارک 14/دسمبر 2018ء — 06/ربیع الثانی 1440 ہجری قمری ❁ 14/فتح 1397 ہجری شمسی — شمارہ 50

مسلمان بھائی کے لئے مجلس میں جگہ دینے کا ذکر

حضرت واثلہ بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا۔ حضور اکرم ؐ اُسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے کچھ ہٹ گئے۔ وہ شخص کہنے لگا: حضور جگہ بہت ہے آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ اس پر حضور ؐ نے فرمایا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔

(بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب القیام)

ہمارا تو سارا دارومدار دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔

جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے دعا کی اہمیت، اس کی ضرورت، اس کی قوت وتاثیرات اور قبولیت دعا کی شرائط کا روح پرور تذکرہ

تقویٰ پر قائم ہو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ دعاؤں کی طرف توجہ کرو۔ پس یہ وہ بنیادی چیز ہے جسے ہمیں ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ دعاؤں کے معیار بلند کرنے اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

کسی احمدی کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ان دنیاداروں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف کا ہمیں دنیاوی طریق سے جواب دینا چاہئے۔ اگر ہم کبھی بھی یہ طریق اختیار کریں گے تو اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے اور نہ صرف اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہے ہوں گے اور کبھی وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور پھر اس کے علاوہ ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے جو فساد پیدا کرنے والا ہے، دنیا کا امن وسکون برباد کرنے والا ہے کیونکہ بدلہ لینے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

درود شریف اور قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ بعض دعاؤں اور ان کی لطیف تشریحات کا تذکرہ اور ان دعاؤں کو پڑھنے کی تاکید

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کو ان کا حق ادا کرتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان تین دنوں میں خاص طور پر جیسا کہ میں نے کہا اور پھر ہمیشہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ ہمیں دین پر قائم رکھے۔ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور جماعت کی ترقیات کے نظارے ہمیں پہلے سے بڑھ کر دکھاتا چلا جائے۔ دشمن کے ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 03/اگست 2018ء بروز جمعۃ المبارک
امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں افتتاحی خطاب

(اس خطاب کا متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشۡهَدُ أَنۡ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ۔
أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔
اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔

اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ۔ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ۔ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ۔ (النمل:63) اس آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ یا پھر وہ کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ

"ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 51) یعنی اللہ تعالیٰ بھی انتظار میں ہے کہ مومن دعا کرے۔ پھر آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ "یہ زمانہ اس قسم کا آ گیا ہے کہ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جن کے واسطے دلائل مفید ہو سکتے ہیں ورنہ دلائل کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی۔" فرمایا "اس لئے مَیں سمجھتا ہوں کہ دعا سے آخری فتح ہو گی۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 322-323)

پھر آپ نے فرمایا کہ "یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے" فرمایا کہ "دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں"۔ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔" فرمایا "جب ہماری دعائیں ایک نقطے پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے"۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 27-28)

آپ نے کئی مواقع پر افراد جماعت کو بار بار تاکید فرمائی کہ تقویٰ پر قائم ہو۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ دعاؤں کی طرف توجہ کرو۔ پس یہ وہ بنیادی چیز ہے جسے ہمیں ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ دعاؤں کے معیار بلند کرنے اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ کی بہت ضرورت ہے۔

پس کسی احمدی کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ان دنیاداروں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف کا ہمیں دنیاوی طریق سے جواب ...... (بقیہ صفحہ 12 پر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی مصروفیات

مورخہ 30/نومبر تا 06/دسمبر 2018ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

❁...**30/نومبر بروز جمعۃ المبارک**: (مسجد بیت الفتوح)
حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں اطاعت اور اخلاص و وفا کے پیکر چند بدری اصحاب ؓ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ فرمایا۔ نیز انڈونیشیا کے ایک دیرینہ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ، واقفِ زندگی و مبلغ سلسلہ محترم سیوطی عزیز احمد صاحب کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

❁...**یکم دسمبر بروز ہفتہ**: حضورِ انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ ظہر وعصر کے بعد درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ بعد ازاں تمام فریقین کو شرفِ مصافحہ بخشا اور مبارکباد دی۔

1۔ عزیزہ حنا منظور (جرمنی) بنت مکرم منظور احمد صاحب (اسلام آباد۔ پاکستان) ہمراہ مکرم سہیل ریاض احمد (مبلغ سلسلہ۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم ریاض احمد صاحب (جرمنی)۔ 2۔ عزیزہ انیسہ عابد (واقفہ نو) بنت مکرم عبد الواسع عابد (مبلغ سلسلہ نائیجیریا) ہمراہ مکرم حفیظ احمد (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم انیس احمد صاحب (لندن)۔ 3۔ عزیزہ عالیہ بشریٰ صنوبر رحمان بنت مکرم محبوب الرحمان صاحب (لندن) (نواسی بشیر آرچرڈ

(بقیہ صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں)

اس شمارہ میں

❁...خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/نومبر 2018ء
❁...جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب فرمودہ 03/اگست 2018ء
❁...ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض (قسط نمبر 2)
❁...حضورِ انور کا دورۂ امریکہ، اکتوبر، نومبر 2018ء
❁...اسماء النبی ﷺ فی القرآن
❁...نمازِ جنازہ حاضر وغائب، الفضل ڈائجسٹ، شیڈیول ایم ٹی اے ودیگر

ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض

(ترکی کی حالت زار پر تبصرہ اور مشورہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 2

اس تیسرے امر کے متعلق جو کچھ میری رائے ہے اور جس کی پابند تمام جماعت احمدیہ ہے وہ تمام احباب کرام کے غور کے لئے ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔

میرے نزدیک اس کام کے لئے سعی کرنے سے پہلے مسلمانوں کو اس امر کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ترکوں کے مستقبل کے متعلق فیصلہ جن طاقتوں نے کرنا ہے۔ ان میں سے صرف حکومت برطانیہ ہی ایک ایسی طاقت ہے جسے ترکوں کے مفاد سے دلچسپی ہے۔ اور جو اُن کی ایک حد تک مدد کرنا چاہتی ہے۔ اور جس کے وزراء نہایت محنت سے ان خیالات سے جو ترکوں کے مستقبل کے متعلق مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہیں صلح کی کانفرنس کو مطلع کر رہے ہیں۔ حکومت حجاز کی تائید اور نصرت بھی صلح کی کانفرنس میں حکومت برطانیہ ہی کر رہی ہے۔ اور اس کا اعتراف حکومت حجاز کا نیم سرکاری اخبار ”قبلہ“ کئی بار کر چکا ہے۔ پس اپنے تمام اعمال میں مسلمانوں کو برطانیہ کے اس احسان کو مدنظر رکھنا چاہئے تا ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے جوش میں اس دوست کو بھی اپنے ہاتھوں سے کھو دیں۔ اور احسان فراموشی کے جرم کے مرتکب ہوں۔ حکومت برطانیہ مسلمان نہیں کہ مذہباً وہ ترکوں کی ہمدرد ہو۔ نہ سیاسی طور پر ترکوں کی تباہی اس کے مفاد پر کوئی اثر ڈال سکتی ہے کیونکہ اس نے ترکوں سے جنگ کر کے دیکھ لیا ہے کہ پین اسلامزم کا خطرہ ایک خیالی خطرہ ہے۔ وہ اگر ترکوں سے ہمدردی رکھتی ہے تو محض اپنی مسلمان رعایا کے جذبات اور احساسات کے خیال سے۔ پس جس قدر بھی وہ ہمدردی کرتی ہے مسلمانوں کو اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ اور ایک دوست کے طور پر اس کی قدر کرنی چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ایک طرف حکومت برطانیہ پر یہ فرض ہے کہ وہ ہمارے احساسات کا خیال رکھے تو دوسری طرف حکومت برطانیہ پر ان دوسری اقوام کے احساسات کا خیال رکھنا بھی فرض ہے جو جنگ میں اس کے ساتھ شامل ہوئیں۔ اور جن کے سپاہی برطانیہ کے سپاہیوں کے دوش بدوش اسی طرح لڑے جس طرح مسلمان سپاہی بلکہ مسلمانوں سے بھی زیادہ تعداد میں۔ اور اس جنگ کو فاتحانہ رنگ میں ختم کرنے کے لئے انہوں نے اپنے اموال اس سے بہت زیادہ خرچ کئے جس قدر کہ مسلمانوں نے۔ پس مسلمانوں کے احساسات کا خیال رکھنے کے ساتھ حکومت برطانیہ اگر ضروری سمجھتی ہے کہ ان اقوام کے خیالات کا خیال بھی رکھے تو ہمیں اس کی مجبوری کو سمجھنا چاہئے۔ اور اس کی مشکلات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس جنگ کے ابتدائی ایام میں امریکہ کے شامل ہونے سے پہلے اتحادیوں میں بعض معاہدات ہوئے تھے۔ جن کے پورا کرنے پر بعض طاقتیں برطانیہ پر زور دیتی ہیں اور اس مشکل کی وجہ سے بھی برطانیہ اس طرح سے مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی نہیں کر سکتا جس طرح کہ مسلمان اس سے امید رکھتے ہیں۔ پس اس کام کے شروع کرتے وقت اس امر کا فیصلہ کر لینا چاہئے کہ نہ تو کوئی ایسا ایجی ٹیشن پھیلایا جاوے اور نہ دوسروں کو پھیلانے کی اجازت دی جاوے جن میں لوگوں کے ذہن میں یہ بات آوے کہ برطانیہ مسلمانوں کے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کرتا اور ان کے حقوق کی کافی حفاظت سے غافل ہے کیونکہ غفلت اور لاپروائی بالکل اور چیز ہیں اور مشکلات اور چیز۔ مسلمانوں کی تمام کوششیں برطانیہ کا ہاتھ مضبوط کرنے میں خرچ ہونی چاہئیں نہ کہ اس کو گھر میں مشکل ڈال دینے میں۔ اس بات کو خاص طور پر یاد رکھنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ بعض خودغرض لوگ ایسے موقعوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اور التجا کو دھمکی اور مخلصانہ اصرار کو معاندانہ دباؤ سے بدل دیتے ہیں۔ میرے نزدیک برطانیہ جب کہ پہلے ہی مسلمانوں کے احساسات کی ترجمانی کر رہا ہے تو اس کی اس کوشش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کو صرف اس سے یہ درخواست کرنی چاہئے کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ زور دے۔ بے شک بعض معاہدات اس کے راستہ میں روک ہیں۔ مگر ہر انصاف پسند برطانوی مدبر پر یہ بات واضح کر دینی چاہئے کہ ایسے معاہدات جن میں کوئی اخلاقی نقص ہو معاہدات کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ انسان سے غلطی ہوتی ہے مگر اس غلطی پر مصر ہونا انسان کا کام نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کو ایک چیز دینے کا معاہدہ کرتا ہے اور بعد میں اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا مال نہیں ہے تو وہ اس معاہدہ کا پابند رہنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ نہ اخلاقاً اسے اس معاہدہ کی پابندی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بے شک برطانیہ نے بعض اقوام سے ترکوں کے بعض علاقوں کے متعلق ایسے معاہدات کئے ہیں کہ وہ ان حکومتوں کے زیر حفاظت رکھے جاویں گے۔ مگر جب کہ ان علاقہ جات کے باشندے خود اس امر کو پسند نہ کرتے ہوں اور جب کہ اس امر کا فیصلہ کر دیا گیا ہو کہ کسی ملک کے انتظام میں اس کے باشندوں کی آراء کا بھی ایسے حالات میں کہ کسی قسم کے ظلم کا خطرہ نہ ہو خیال رکھا جاوے گا کوئی وجہ نہیں کہ ان کو دوسری حکومتوں کے سپرد کر دیا جاوے۔ جن کے نیچے رہنا ان کو نہ صرف ناپسند ہی ہے، بلکہ خطرہ ہے کہ ان کے مذہبی احساسات کو بھی اس طرح صدمہ پہنچے۔ یورپ بے شک تعلیم ظاہری میں بڑھا ہوا ہے مگر سب یورپ انگریزوں کی طرح مذہبی آزادی کے اصول پر قائم نہیں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بعض یوروپین اقوام نے جبرًا مذہب میں دخل دیا ہے اور زبردستی عقائد میں تبدیلی کروانی چاہی ہے۔ طرابلس اور حرب بلقان کے واقعات جو خود انگریز نامہ نگاروں نے لکھے ہیں دلالت کرتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ کو تمام اہل یورپ کو اپنے جیسا مہذب خیال نہیں کرنا چاہئے۔ غرض دلائل اور براہین سے برطانیہ عظمیٰ کے اصحاب حل وعقد کو سمجھانا چاہئے کہ اس بارہ میں مسلمانوں کے خیالات حق پر مبنی ہیں اور انگلستان کی عام رائے کو اصل حالات سے واقف کرنا چاہئے۔ اور برطانیہ کی قدیم انصاف پسندی کو دیکھتے ہوئے یقین رکھنا چاہئے کہ برطانیہ اپنی طاقت کے مطابق مسلمانوں کے احساسات کا خیال رکھنے میں کوتاہی نہیں کرے گا۔ اور ایسے امور سے بکلّی پرہیز کیا جاوے جن سے عوام میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو یا نامناسب جوش پیدا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں حکام کی توجہ زیادہ تر اندرونی انتظام کی طرف مبذول ہو جاوے گی۔ اور اگر ایسے حالات میں وہ مسلمانوں کے احساسات کی تصویر پورے طور پر ان لوگوں کے سامنے نہ کھینچ سکیں جو اس وقت ترکی حکومت کے مستقبل پر غور کرنے کے لئے بیٹھے ہیں تو اس کا الزام خود مسلمانوں پر ہوگا نہ کسی اَور پر۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ جہاں اس امر پر زور دیا جاوے کہ برطانیہ مسلمانوں کے خیالات کی پہلے سے زیادہ تائید کرے وہاں عامۃ الناس کو اس امر سے بھی واقف کیا جاوے کہ برطانیہ اب تک بہت کچھ کوشش کر چکا ہے اور کوشش کر رہا ہے جیسا کہ حکومت حجاز کی گواہی سے صاف طور پر عیاں ہے۔

دوسرا امر اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمان حکومت حجاز کا سوال بیچ میں سے بالکل اٹھا دیں۔ عربوں نے غیر اقوام کی حکومتوں کے ماتحت اپنی زبان اور اپنے تمدن کے متعلق جو کچھ نقصان اٹھایا ہے وہ مخفی امر نہیں ہے۔ اور ہر ایک شخص جو ان ممالک کے حالات سے آگاہ ہے اس امر سے واقف ہے۔ اور پھر عربوں نے جو کچھ قربانی اس آزادی کے حصول کے لئے کی ہے وہ بھی چھپی ہوئی بات نہیں۔ عرب کی غیرت قومی جوش مار رہی ہے اور اس کی حریت کی رگ پھڑک رہی ہے۔ انہیں اب کسی صورت میں ان کی مرضی کے خلاف ترکوں کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ تیرہ سو سال کے بعد اب وہ پھر اپنی چار دیواری کا آپ حاکم بنا ہے۔ اور اپنے حسن انتظام اور عدل و انصاف سے اس نے اپنے حق کو ثابت کر دیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی نئی تجویز نہ کامیاب ہو سکتی ہے نہ کوئی معقول انسان اس کو قبول کر سکتا ہے نہ عرب اسے ماننے کے لئے تیار ہے۔ حجاز کا آزاد رہنا ہی اب اسلام کے لئے مفید ہے۔ وہ بنسبت ترکی سلطنت کا جزو ہونے کے علیحدہ حکومت کے رنگ میں زیادہ مفید ہے۔ مقامات مقدسہ کا ایک چھوٹی اور نظر طمع سے بچی ہوئی سلطنت میں رہنا بہت بہتر ہے۔ پس اس سوال کو ہمیشہ کے لئے فیصل شدہ خیال کرنا چاہئے۔

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ مناسب مشورہ کے بعد اس غرض کے لئے ایک کونسل مقرر کی جاوے جس کا کام ترکی حکومت کی ہمدردی کو عملی جامہ پہنانا ہو۔ صرف جلسوں اور لیکچروں سے کام نہیں چل سکتا، نہ روپیہ جمع کر کے اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے سے، نہ انگلستان کی کمیٹی کو روپیہ بھیجنے سے بلکہ ایک باقاعدہ جدوجہد سے جو دنیا کے تمام ممالک میں اس امر کے انجام دینے کے لئے کی جاوے۔ یہ زمانہ علمی زمانہ ہے اور لوگ ہر ایک بات کے لئے دلیل طلب کرتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اپنے مدعا کی تائید کے لئے دلائل جمع کئے جائیں۔ اور جن لوگوں کے اختیار میں ان امور کا فیصلہ ہے ان کو دلائل کے زور سے منوایا جائے۔ تلوار کے ساتھ ساڑھے چار سال میں پچھلی جنگ کا خاتمہ ہوا ہے۔ لیکن تلوار ایک دم میں دشمن کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ دلیل ایک دم میں کسی کے دل کو نہیں پھیرتی اس کے لئے زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ گو یہ فرق ضرور ہے کہ ایک تلوار چند محدود آدمیوں کے مقابلہ میں چلائی جا سکتی ہے۔ لیکن دلیل ایک وقت میں کئی ہزار بلکہ لاکھ آدمی کے سامنے پیش کی جا سکتی ہے۔ پس اس مشکل کام کو پورا کرنے کے لئے باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح سنجیدگی سے کام کرنا چاہئے جس طرح کہ دوسری اقوام کر رہی ہیں۔ بے فائدہ کام دانا کا کام نہیں اور اس کے کرنے سے اس کا نہ کرنا اچھا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ برطانیہ اگر پورے طور پر مسلمانوں کے خیالات سے متفق بھی ہو جاوے تب بھی صلح کی کانفرنس میں صرف برطانیہ ہی کے نمائندہ نہیں بیٹھتے اس میں اور بہت سی طاقتوں کے نمائندہ بھی شامل ہیں۔ امریکہ اپنے حق اولیت پر مصر ہے۔ فرانس اپنی قربانیوں کو پیش کر رہا ہے۔ اٹلی اپنی مظلومیت کا مظہر ہے۔ جاپان اور چین خواہ اس سوال سے بے تعلق ہوں مگر چین کو امریکہ کی ہمدردی حاصل کرنی ضروری ہے۔ اور امریکہ یونان کے قدیم دعوؤں کی تائید میں اپنا سارا زور لگا رہا ہے۔ اور ان حکومتوں میں یہ بحث نہیں کہ ترکوں کو کس قدر ملک دیا جاوے۔ بلکہ اس سوال پر بحث ہے کہ ترک اطالین وصایہ کے نیچے رہیں یا یونانی کے۔ حتیٰ کہ ترکوں میں سے ایک جماعت نے اس ڈر سے کہ ہمیں کہیں اٹلی یا یونان کے ماتحت نہ کر دیں خود یہ تحریک شروع کر دی ہے کہ اگر کسی کے زیر حفاظت ہمیں رکھنا ہی ہے تو انگریزوں کے ماتحت رکھو کہ ہمارا دین اور مذہب تو برباد نہ ہو۔ پس اتنی اقوام کے مقابلہ میں ایک انگریزی آواز کیا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ فرانس شام پر قبضہ نہیں کر سکتا جب تک اناطولیہ اٹلی کو نہ دلوائے۔ اور امریکہ اپنے معیار انصاف کو ثابت نہیں کر سکتا جب تک کہ ترکوں کو کسی نہ کسی یوروپین حکومت کے وصایہ میں نہ رکھے۔ اگر بلغاریہ کو سمندر تک راستہ دینا ضروری ہے۔ تو یونان کو اس کی حق تلفی کے بدلہ میں کوئی نہ کوئی اور علاقہ ملنا واجبات میں سے ہے۔ پس ایک انار و صد بیمار کا معاملہ ہے۔ برطانیہ کرے تو کیا کرے۔ ہم اسے کیا مشورہ دے سکتے ہیں۔ یہی کہ وہ اس امر پر زور دے کہ ترکوں سے بھی انسانوں کا سا سلوک کیا جاوے۔ یہ وہ پہلے سے کر رہا ہے۔ ترکوں کے علاقہ میں فساد ہونے پر اگر فرانسیسی اخبارات اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے سب الزام عربوں پر لگاتے ہیں تو برطانیہ کے اخبارات ہی ہیں جو عربوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ برطانیہ کو یہ مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ نہ اس مشورہ پر عمل ممکن ہے کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق تمام دُوَل کو جنگ کی دھمکی دے۔ اس کے نقطۂ خیال سے یہ بات حد درجہ کی بے شرمی میں داخل ہوگی۔ اگر وہ ان اقوام سے جو ابھی ایک سال نہیں گزرا کہ اس کے دوش بدوش اس کے اور تہذیب و تمدن کے دشمنوں سے جنگ کر رہی تھیں ایک ایسی حکومت کے بدلہ جو اس کی دشمن تھی جنگ شروع کر دے۔ اور پھر کون سی عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ حکومت برطانیہ باوجود اپنی اس قدر طاقت و عظمت کے اس قدر طاقتوں کے مجموعہ سے جنگ کر سکتی ہے یہ زمانہ حقائق کا ہے تخیلات سے اس وقت کام نہیں چل سکتا۔

پس اگر اس امر میں کامیاب ہونے کی کوئی امید ہو سکتی ہے تو صرف اس طرح کہ ان دیگر اقوام کی رائے بھی بدلی جاوے جو اس وقت صلح کی کانفرنس میں حصہ لے رہی ہیں۔ خصوصاً امریکہ اور فرانس کی۔ اگر ان دونوں ملکوں کی رائے بدلی جائے تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی۔

.................(جاری ہے)

☆...☆...☆

شروطِ عمریہ کی حقیقت

ڈاکٹر مرزا سلطان احمد

کچھ ماہ قبل اسلام آباد ہائیکورٹ کے برطرف ہونے والے جج شوکت عزیز صدیقی صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک فیصلہ سنایا تھا۔ اس تفصیلی عدالتی فیصلے میں بہت سے تاریخی امور کا بھی ذکر تھا۔ ان کا تجزیہ پہلے الفضل انٹرنیشنل میں تیرہ اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔ اس فیصلہ میں درج چند امور اسلام کے مخالفین کو مذہبِ فطرت 'اسلام' کے خلاف ناحق طور پر بہت سا 'مصالحہ' فراہم کرنے کے مترادف ہوگا جس کو پھر یہ طبقہ اپنی اسلام مخالف مہم میں استعمال کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حقائق کا جاننا اور ایسے امور کی مدلّل تردید کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

فیصلہ مذکورہ بالا میں مسلمانوں اور شام کے عیسائیوں کے درمیان ہونے والے ایک معاہدہ کا بار بار حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ 'شروطِ عمریہ' کے نام سے معروف ہے۔ اس معاہدے کے متعلق ایک گروہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں طے پایا تھا۔ چنانچہ اسلام آباد ہائیکورٹ کے سابق جج شوکت عزیز صدیقی صاحب کے تفصیلی فیصلہ میں سب سے پہلے اس معاہدے کا ذکر صفحہ 19 پر ملتا ہے۔ اور یہاں پر Amicus Curiae (وہ ماہرین جنہیں عدالت اپنی اعانت کے لئے طلب کرتی ہے) میں سے حافظ حسین احمد مدنی صاحب کی آراء کا ذکر ہے۔ یہاں پر لکھا ہے کہ اجماعِ صحابہ شروطِ عمریہ سے یہ معلوم ہوتا ہے:

"Non-Muslims are not entitled to use the ShaairAllah, which are distinct and separate characteristics of Muslim Ummah and it is the responsibility of the Islamic State to protect and safeguard the same from incursion at the hands of the non-Muslims." (page 19)

ترجمہ: غیر مسلموں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ شعائر اللہ جو کہ مسلم امّہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان کی پہچان ہیں انہیں استعمال کریں اور یہ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ ان کی حفاظت کرے اور انہیں غیر مسلموں کی دست برد سے بچائے۔

پھر اس عدالتی فیصلہ کے صفحہ 140 پر حافظ حسین احمد مدنی صاحب کی یہ رائے لکھی ہے: شروطِ عمریہ پر نہ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ آپ کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز، خلیفہ ہارون الرشید اور دیگر سلاطین کے دور میں بھی عمل کروایا گیا۔ ایک طرف تو مسلمانوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنا علیحدہ تشخص برقرار رکھیں اور دوسری طرف غیر مسلموں پر بھی اس بات کی پابندی تھی کہ وہ مسلمانوں جیسی شناخت اپنائیں۔

اس کے بعد اپنے موقف میں وزن پیدا کرنے کے لئے مدنی صاحب نے کچھ قدیم مصنفین کے حوالے پیش کئے جن کے نزدیک شروطِ عمریہ پر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کا اجماع ہوا تھا کیونکہ ان میں سے کسی نے ان شرائط پر اعتراض نہیں کیا۔

اسی طرح اس عدالتی فیصلہ کے صفحہ 27 پر لکھا ہے کہ جب عدالت نے مفتی محمد حسین خلیل صاحب سے سوال کیا کہ اس مسئلہ پر ریاست کیا کرسکتی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس مسئلہ پر 'شروطِ عمریہ' ایک راہنما دستاویز ہے۔ اور انہوں نے تمام اسلامی تاریخ میں اس کی اہمیت پر زور دیا۔

ان روایات کا ذکر صرف اس عدالتی فیصلہ میں نہیں کیا گیا بلکہ جب بھی جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو اپنے دلائل کے مردے میں جان ڈالنے کی ضرورت پیش آئے تو عموماً ان روایات کا حوالہ دیتے ہیں۔ چنانچہ جب 1984ء میں چند احمدیوں نے شرعی عدالت میں جنرل ضیاء صاحب کی طرف سے جماعتِ احمدیہ کے خلاف جاری ہونے والے آرڈیننس کو چیلنج کیا اور کئی روز پر محیط بحث میں مکرم مجیب الرحمٰن صاحب (ایڈووکیٹ) نے شرعی عدالت میں اس آرڈیننس کا غیر اسلامی ہونا ثابت کیا تو 23 رجولائی 1984ء کو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پیش ہونے والے قاضی مجیب صاحب نے اپنی ڈولتی ہوئی کشتی کو سنبھالنے کے لئے اسی معاہدے کا ذکر کیا تھا۔

چونکہ اس عدالتی فیصلہ میں 'شروطِ عمریہ' کے بارے میں ان عدالتی ماہرین کی آراء کو بہت نمایاں کر کے اور اہمیت دے کر درج کیا گیا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر کچھ نتائج اخذ کئے گئے ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ ان ماہرین کے نزدیک جو بھی 'شروطِ عمریہ' کی شرائط تھیں ان کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا تجزیہ پیش کیا جائے:

1۔ اس دستاویز کے بنیادی نکات کیا ہیں اور اگر ان کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی گئی تو اس کے کیا نتائج نکلیں گے؟

2۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس دستاویز میں بیان کردہ قواعد کی تائید کرتی ہے؟

3۔ کیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت غیر مسلموں سے مختلف معاہدات کئے تو اُن میں موجود شرائط اِس دستاویز میں مذکور شرائط سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہیں؟

4۔ مختلف ماہرین اور مؤرخین کے نزدیک وہ روایات و رُواۃ جو اس معاہدے کی سند کا حصہ ہیں کس حد تک مستند ہیں؟

اس دستاویز کے بنیادی نکات

اب ہم اس دستاویز کے کچھ بنیادی نکات درج کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ جائزہ بھی لیتے ہیں کہ اگر اب پاکستان یا کسی اور مسلمان ملک میں ان کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی گئی تو اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔

اسلام آباد ہائیکورٹ کے اس فیصلہ کے صفحہ 141 اور 142 پر اس دستاویز (شروطِ عمریہ) کے بنیادی نکات موجود ہیں۔ ہم انہیں کو بنیاد بنا کر یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی پہلی شرط یہ بیان کی گئی ہے:

"We made a condition on ourselves that we will neither erect in our areas a monastery, church, or a sanctuary for a monk, nor restore any place of worship that needs restoration."

ترجمہ: ہم (یعنی معاہدہ کرنے والے شام کے عیسائی) اپنے اوپر یہ شرط لگاتے ہیں کہ ہم اپنے علاقہ میں کوئی خانقاہ، گرجا یا کوئی راہب خانہ تعمیر نہیں کریں گے اور نہ کسی عبادت کی جگہ کو جسے مرمت کی ضرورت ہو مرمت کریں گے۔

اگر اس دستاویز کو بنیاد بنا کر قانون سازی کی جائے یا عدالتیں فیصلہ کرنے لگیں تو اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان میں کسی غیر مسلم کو اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنا تو درکنار انہیں اپنی پرانی عمارات کی مرمت کروانے کی اجازت بھی نہ ملے گی۔ اس پابندی کے بعد وہ اپنی عبادت گاہیں قائم نہیں رکھ سکتے۔ ہر عمارت مرورِ زمانہ سے شکست و ریخت کا شکار بنتی ہے۔ اگر اس اصول کے مطابق چلا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وطنِ عزیز میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں قائم نہ رکھ سکیں گے۔ اور اگر ایسا ہے تو پھر آئین کی تمہید میں 'عبادت کی آزادی' کے کیا معنی؟ اور اس دستاویز کے مطابق یہ شرط بھی لگائی گئی ہے کہ عیسائی چرچوں کے باہر صلیب آویزاں نہیں کی جائے گی۔ عدالتی فیصلہ میں 'شروطِ عمریہ' کے متن میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان دن کو یا رات کو عیسائیوں کے گرجے میں آرام کرنا چاہے گا تو اسے نہیں روکا جائے گا۔

پھر اس دستاویز میں لکھا ہے کہ شام کے عیسائیوں پر یہ شرط تھی کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھا سکتے۔ اس کا یہ مطلب نکلے گا کہ کوئی بڑی عمر کا غیر مسلم بھی قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ یہ شرط تو از خود تبلیغ اسلام کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر کسی غیر مسلم کو قرآنِ کریم پڑھایا ہی نہیں جا سکتا تو پھر اس کی تعلیم کو قبول کرنے کی دعوت کس طرح دی جا سکتی ہے؟

اس کے بعد یہ دلچسپ شرط لکھی ہوئی ہے کہ اگر غیر مسلم کہیں پر بیٹھے ہوں اور وہاں پر مسلمان بیٹھنا چاہیں تو غیر مسلم وہاں سے اُٹھ جائیں گے۔ یہاں پر یہ شرط بالکل نہیں کہ اس پابندی کا اطلاق کس جگہ پر ہوگا اور کس جگہ پر نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ خواہ غیر مسلم اپنی ذاتی نشست گاہ، اپنے ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوں اور مسلمان ارادہ کریں کہ وہاں اپنی مجلس لگائیں تو غیر مسلموں کا فرض ہوگا کہ وہاں سے اُٹھ جائیں ورنہ ان کو غدار شمار کیا جائے گا۔

لباس کے متعلق اس دستاویز میں یہ ہدایت پائی جاتی ہے کہ عیسائی مسلمانوں جیسا لباس، ٹوپی اور پگڑی نہیں پہنیں گے۔ بلکہ مسلمانوں جیسے جوتے بھی نہیں پہن سکیں گے۔ اب یہاں یہ سوال طبعی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمانوں جیسے لباس سے کیا مراد ہے؟ اگر ہم آج کے پاکستان کا جائزہ لیں تو پاکستان میں مسلمان شلوار قمیص پہنتے ہیں۔ غیر مسلم یا عیسائی پھر شلوار قمیص نہیں پہن سکیں گے۔ اور پاکستان میں ہی مسلمانوں کی بڑی تعداد مغربی طرز کی پتلون شرٹ بھی پہنتی ہے یا صاحبِ حیثیت مسلمان مغربی طرز کا سوٹ بھی پہنتے ہیں۔ اس قانون کا یہ نتیجہ بھی نکلے گا کہ غیر مسلم یہ بھی نہیں پہن سکیں گے۔ تو یہ سوال تو بہر حال اُٹھے گا کہ آخر وہ کیا پہنیں گے کہ اس تنگ نظر طبقہ کی دل آزاری نہ ہو؟ اسلام آباد ہائیکورٹ کے اس فیصلہ میں یا ان ماہرین کی آراء میں جو کہ اس فیصلہ کی زینت بنی ہیں اس اہم موضوع پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔ یہ بھی واضح نہیں ہوتا کہ کیا غیر مسلم اپنا نیا لباس خود ڈیزائن کریں گے کہ یہ کام بھی پاکستان کی کوئی حکومت یا عدالت یا پارلیمنٹ سرانجام دے گی؟ یا ازراہِ شفقت پاکستان کے غیر مسلموں کو اجازت ہوگی کہ کم از کم اپنا لباس وہ خود ڈیزائن کرلیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کوٹ پتلون تو غیر مسلموں کا لباس ہے تو اس بارے میں نشاندہی کرنی ضروری ہے کہ پھر تو مسلمانوں پر یہ پابندی لگ جائے گی کہ وہ کوٹ پتلون نہ پہنیں کیونکہ اس عدالتی فیصلہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کا حلیہ مختلف ہونا چاہیے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ سنانے والے سابق جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی صاحب کی تصویر جب بھی دیکھی ہے مغربی لباس میں ہی دیکھی ہے۔ اس معاہدے میں مزید یہ شرط درج ہے کہ عیسائی اپنا روایتی لباس پہنیں گے۔ اگر اس دَور میں ان شرائط کا اطلاق کیا جائے تو پہلے یہ طے کرنا پڑے گا کہ آخر پاکستان کے مسیحی احباب کا روایتی لباس ہے کیا؟

اور یہ احتیاط کہ مسلم اور غیر مسلم ایک جیسے نظر نہ آئیں صرف لباس تک محدود نہیں ہے۔ اسلام آباد ہائیکورٹ کے اس فیصلہ میں ماہرین کی آراء درج کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ مسیحی مسلمانوں جیسا ہیئر سٹائل بھی نہیں بنائیں گے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ہیئر سٹائل سے کیا مراد ہے؟ اسلام آباد ہائیکورٹ میں عدالتی ماہرین نے جو متن پیش کیا ہے اس میں تو ہیئر سٹائل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں لیکن اس کے جو متن مہیا ہیں ان میں واضح طور پر مانگ نہ نکالنے کا ذکر ہے۔ یعنی ایک اسلامی ریاست میں مسیحیوں پر یہ پابندی ہے کہ وہ مانگ نہیں نکال سکتے۔ اور جو متن اس عدالتی فیصلہ میں درج ہے اس میں یہ وضاحت ہے کہ مسیحیوں کو سامنے کے بال کاٹ کر رکھنے ہوں گے۔ اگر اس کا مجموعی جائزہ پیش کریں تو یہ صورتِ حال سامنے آئے گی کہ مسیحیوں کے بالوں میں مانگ نہ نکالی گئی ہو اور سامنے کے بال کٹے ہوئے ہوں۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو کیا جرم ہوگا؟ اس دستاویز کی رو سے یہ 'غداری' کے زمرے میں شمار ہوگا۔ اور غیر مسلموں کے امن سے رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

پھر یہ پابندی ہے کہ مسیحی مسلمانوں جیسی زبان نہیں بول سکتے۔ یہ پابندی بھی بہت سی وضاحتوں کا تقاضا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر پنجاب میں مسلمان پنجابی یا اردو بولتے ہیں تو کیا غیر مسلموں پر یہ پابندی ہوگی کہ وہ پنجابی یا اردو بول سکیں۔ اگر وہ کوئی اَور زبان بولیں گے تو وہ کون سی زبان ہوگی اور ان کو کس طرح سکھائی جائے گی؟ یا پھر انہیں کسی اور لب و لہجے میں بات کرنا سکھایا جائے گا۔ جب اس قدر پابندیاں ہیں تو اس نکتے پر بحث کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس دستاویز کی رُو سے مسیحی اپنی حفاظت کی غرض سے ہی سہی اسلحہ رکھنے کے مجاز بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں!

رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ کیا تھا؟

اب ہم یہ جائزہ لیتے ہیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ان شرائط اور پابندیوں کی تصدیق کرتی ہے یا معاملہ کچھ اَور ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی تو بہت سے عیسائیوں اور یہودیوں سے معاہدات کئے گئے تھے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اسلامی قوانین کے سب سے اہم مآخذ ہیں۔ اور آئین کے آرٹیکل 227 کی رو سے ایسا کوئی قانون نہیں بن سکتا جو کہ قرآن مجید کی تعلیمات اور نبی اکرم ﷺ کے تعامل کے خلاف ہو۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یا ان کی طرف منسوب ہونے والے معاہدوں کے تجزیہ سے قبل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سنت رسول اس معاملہ میں کیا راہنمائی کرتی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایسا پہلا معاہدہ مدینہ کے یہود سے کیا گیا تھا۔ اور یہ معاہدہ 'میثاقِ مدینہ' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں کہیں اِس قسم کی

شرائط موجود نہیں کہ مدینہ کے یہود مسلمانوں کی طرح کا لباس نہیں پہن سکتے یا مسلمانوں کی طرح بال نہیں بنا سکتے یا عربی زبان نہیں بول سکتے یا مسلمانوں کی طرح کلام نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس معاہدے میں کہیں لکھا ہے کہ مدینہ کے یہود پر اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی پابندی ہوگی۔

(سیرت ابن ہشام۔ اردو ترجمہ از سید یٰسین علی حسنی، جلد 1 ناشر ادارہ اسلامیات مئی 1994ص 336-338)

اور اس کے علاوہ اور بہت سے معاہدات تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود اور مسیحیوں سے کئے گئے۔ مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی فرامین اور خطوط کے متون بھی تاریخ میں محفوظ ہیں جن سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود اور عیسائیوں کے بارے میں اس قسم کی ہدایات جاری فرمائی تھیں جن کا ذکر اس دستاویز میں ہے یا معاملہ اس کے برعکس تھا۔

9 ہجری میں حمیر (Himyar) کے رئیس نے اسلام قبول کیا۔ ان کے اطاعت کے خط کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط بھجوایا اس میں مسلمانوں کے لئے زکوٰۃ کے احکامات درج فرمائے اور یہ ہدایت واضح طور پر فرمائی کہ کسی یہودی یا مسیحی کو اپنا مذہب ترک کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اور یہودیوں اور مسیحیوں سے فی کس ایک دینار جزیہ وصول کیا جائے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول پر ہوگی۔

(تاریخ طبری اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم جلد 2 ناشر دار الاشاعت 2003ص 387، 388)

10 ہجری میں بنو حارث میں جب اسلام پھیلا تو ان کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر ہدایات کے ساتھ یہ ہدایت بھی بھجوائی کہ جو یہودی اور مسیحی اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہے اسے ہرگز اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اور ہر غیر مسلم شخص سے ایک دینار جزیہ لیا جائے۔

(تاریخ طبری اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم جلد 2 ناشر دار الاشاعت 2003ص 393، 394)

ان دونوں حوالوں میں اس قسم کی شرائط کہیں پر مذکور نہیں کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں جیسا لباس نہیں پہن سکتے یا ان جیسے بال یا طرزِ خطابت نہیں رکھ سکتے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو حارث کے پادری اور نجران کے پادریوں کے نام یہ فرمان بھجوایا تھا کہ جو زمین اور جائیداد ان گرجا گھروں، پادریوں اور درویشوں کے زیرِ انتظام ہے وہ اسی طرح ان کی ملکیت رہے گی۔ اس فرمان میں بھی ان شرائط کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا جن کا حوالہ جسٹس شوکت صدیقی صاحب کے فیصلہ میں دیا گیا ہے مثلاً کہ وہ اپنے گرجوں اور خانقاہوں کی مرمت بھی نہیں کروا سکتے اور نئے گرجے بھی نہیں بنا سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں تو بالکل برعکس مضمون بیان ہوا ہے۔ اور ملاحظہ ہو کہ نجران کے عیسائیوں کے لئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان جاری فرمایا تھا کہ ان کی جان، مذہب، عبادات اور عبادت خانوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ اور اس کے رسول پر ہے۔ اس عہد کی عبارت یہ ہے:

’’اہل نجران اور ان کے قرب وجوار کے لئے ان کی جان، مذہب، ملک و مال، حاضر و غائب، ان کے معابد و عبادات اللہ کی پناہ اور محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہیں نہ تو ان کے کسی اسقف (پادریوں کا سردار) کو تبدیل کیا جائے گا، نہ کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے اور نہ کسی واقف کو وقفیت سے۔ اس قلیل یا کثیر مقدار میں کوئی تغیّر و تبدل نہ کیا جائے گا جو ان لوگوں کے قبضے میں ہے۔۔۔‘‘

(طبقات ابن سعد اردو ترجمہ از عبداللہ العمادی جلد اوّل ناشر دار الاشاعت 2003ص 387، 404)

اگر کسی اور مذہب کے بانی کی طرف سے صاحب اقتدار ہوتے ہوئے دوسرے مذہب کی عبادت، عبادت خانوں اور مذہبی شخصیات کو اس قسم کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے تو اس کی معیّن مثال حوالوں کے ساتھ پیش کرنی چاہیے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ’مقنا‘ (Maqna) کے یہود کو بھی خط تحریر فرمایا۔ اس میں انہیں امان دینے کا اور ان کی حفاظت کا وعدہ تھا۔ اور یہ عہد تھا کہ ان کے ساتھ کوئی ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی۔ ان لوگوں پر واجب الادا ٹیکس کی تفصیلات بھی درج تھیں۔ لیکن اُن پابندیوں کا کوئی ذکر نہیں تھا جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح ’عریض‘ اور ’بنی غادیا‘ کے یہود کے نام فرمان عہد بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ جس طرح مسلمانوں پر زکوٰۃ تھی غیر مسلموں کو جزیہ دینا ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تھی۔

(طبقات ابن سعد اردو ترجمہ از عبداللہ العمادی جلد اوّل ناشر دار الاشاعت 2003ص 395 تا 397)

یہ مختصر سا تجزیہ اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ عہدِ نبویؐ میں عیسائیوں یا یہودیوں پر اس قسم کی کوئی پابندیاں نہیں لگائی جاتی تھیں بلکہ ان کو امان دی جاتی تھی اور یہ عہد کیا جاتا تھا کہ ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ ان پر مذہب تبدیل کرنے کے لئے کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔ اور ان کے عبادت خانوں اور عبادت کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کے پادریوں اور راہبوں اور واقفین کو ان کے کام سے نہیں ہٹایا جائے گا۔ ان کے مذہبی اداروں سے وابستہ جو جائیداد ہے وہ ان کے پاس ہی رہے گی۔ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جن شرائط کو عین اسلام قرار دے کر پیش کیا گیا ہے، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دَور میں ہونے والے معاہدے

ایک ضعیف حوالے کو بنیاد بنا کر تنگ نظر طبقہ یہ الزام لگا رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایسا معاہدہ کیا گیا جس میں شام کے عیسائیوں کی مذہبی اور معاشرتی آزادی سلب کر لی گئی۔ اس معین حوالے کا تجزیہ پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ جائزہ لیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں جب دوسرے مذاہب کے لوگوں سے معاہدے کئے گئے تو کیا ان میں ان کی مذہبی آزادی سلب کی گئی تھی یا ان میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے دَور میں تو اسلامی سلطنت اتنے وسیع علاقے پر پھیل گئی تھی کہ یہ مضمون خفیہ رہ ہی نہیں سکتا کہ اُس وقت اس سلطنت میں غیر مسلموں کے ساتھ کیا رویہ تھا؟ اس بارے میں جو بھی حقائق ہوں وہ کئی حوالوں سے ثابت ہونے چاہئیں۔

سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ جب ایلیاء (یروشلم) کے لوگوں سے صلح نامہ ہوا ہے تو اس کی کیا شرائط تھیں؟ یہ عیسائیوں کا مقدّس ترین مقام تھا اور اس حوالے سے اس کی ایک اہمیت ہے۔ اس شہر کے لوگوں سے مسلمانوں کا معاہدہ 15 ہجری میں ہوا تھا۔ اس معاہدہ میں لکھا گیا تھا:

’’اللہ کے بندے عمر امیر المومنین نے ایلیاء والوں کو امان دے دی ہے۔ ان کو، ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو امان دی گئی ہے۔ ان کے عبادت خانے، صلیبیں، بیمار اور تندرست اور تمام مذاہب والے باشندے امن میں رہیں گے۔ ان کے گرجا گھروں کو کوئی مسلمان رہائش کے لئے استعمال نہیں کرے گا۔ نہ ہی ان کو منہدم کیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کی عمارت اور زمین میں سے کمی کی جائے گی۔ اور نہ ہی ان کی صلیب اور ان کے مال میں سے کوئی کمی کی جائے گی۔ ان پر ان کے دین کے متعلق جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی ان کے کسی فرد کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔۔۔‘‘

(تاریخ طبری اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم جلد 2 ناشر دار الاشاعت 2003ص 807)

اس معاہدے میں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایلیاء کے باشندوں کی مذہبی آزادی کو یقینی بنایا ہے۔ اور اس قسم کی شرائط جیسا کہ ’شروطِ عمریہ‘ نام کی دستاویز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہیں اس میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ پہلے اس علاقہ پر رومی مسیحی قابض تھے۔ اس معاہدے میں یہ بھی شامل تھا کہ جو کوئی رومیوں کے ساتھ جانا چاہے اسے اس کی آزادی ہوگی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلسطین کے باقی علاقوں سے جو معاہدے فرمائے ان میں یہ الفاظ شامل تھے:

’’ان کی جانوں اور ان کے مال و دولت، ان کے کلیساؤں اور ان کی صلیبوں، انکے بیمار اور صحتمند اور ان کے تمام مذاہب والوں کو امن دے دیا ہے۔ اور یہ کہ کم از کم عبادت خانوں کو رہائش کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ان کو منہدم کیا جائے گا۔ اور ان کی عمارت اور ان کی صلیبوں اور مال و متاع میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ ان کو مذہب اور دین کے معاملے میں مجبور نہیں کیا جائے گا۔۔۔‘‘

(تاریخ طبری اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم جلد 2 ناشر دار الاشاعت 2003ص 808، 809)

یہ بات قابل غور ہے کہ ’شروطِ عمریہ‘ میں تو یہ شرط درج ہے کہ اگر کوئی مسلمان رات کو یا دن کو گرجا میں آرام کرنا چاہے گا تو اسے نہیں روکا جائے گا۔ اور دوسری طرف ان معاہدوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ عیسائیوں کے عبادت خانوں کو رہائش کے لئے نہیں استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے دور میں اہل مصر سے جو معاہدہ کیا گیا اس میں بھی ان کی مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی اور اُن توہین آمیز شرائط کا نام و نشان نہیں پایا جاتا جو کہ حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آرمینیا کے لوگوں سے معاہدہ کیا گیا تو اس میں بھی یہ شرط موجود تھی کہ مسلمان ان کے مذہب کی بھی حفاظت کریں گے۔ اور اگر وہاں کے لوگ جنگ میں شرکت کریں گے تو پھر اُن سے جزیہ بھی وصول نہیں کیا جائے گا۔ اور اسی طرح آذر بائیجان پر قبضہ کے بعد جو معاہدہ ہوا اس میں بھی یہ شرط شامل تھی کہ ان کے مذہب کی حفاظت کی جائے گی۔ یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ ابھی جن علاقوں کے حوالے دیئے گئے ہیں وہ تمام حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں ہی اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے تھے۔

(تاریخ طبری اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم جلد 3 ناشر دار الاشاعت 2003ص 125، 171، 173)

’شروطِ عمریہ‘ کی حقیقت

یہ تو ثابت ہو گیا کہ جن شرائط کو ’شروطِ عمریہ‘ کا نام دے کر شہرت دی جاتی ہے یا تنگ نظر طبقہ اسے اپنے خیالات کی تائید میں پیش کر رہا ہے، وہ شرائط اُن شرائط سے بالکل مختلف ہیں جن کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاہدے کیا کرتے تھے۔ اور روایات کا ایک ذخیرہ اس روایت کی تردید کر رہا ہے۔ یہ ناممکن تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ہٹ کر کوئی معاہدہ کرتے۔

اب ہم اُس روایت کا تجزیہ کرتے ہیں جس کے حوالہ سے یہ معاہدہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ معاہدہ ابن قیم الجوزیہ کی کتاب ’احکام اھل ذمۃ‘ میں بیان ہوا ہے۔ جو اس کی پہلی سند بیان ہوئی ہے اس کے راویوں میں پہلے راوی ابو شرحبیل عیسیٰ بن خالد مجہول الحال ہیں۔ یعنی ماہرین کے نزدیک ان کے حالات ہی معلوم نہیں کہ ان کی روایت پر اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ اور اس روایت کے مطابق انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے روایت کی ہے۔ گو بعض نے انہیں ثقہ بھی قرار دیا ہے لیکن کئی آئمہ نے ان کی روایت کو ناقابل اعتبار شمار کیا ہے۔ ان کو امام نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ابنِ حبان نے لکھا ہے کہ یہ اکثر غلطی کر جاتے تھے۔ ابو حاتم نے انہیں ’لین‘ قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ راوی پوری طرح ’ساقط‘ نہیں ہے لیکن اس میں کچھ قابل اعتراض باتیں ایسی پائی گئی ہیں جن کی بنا پر وہ پوری طرح عادل نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال المؤلف: محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي شمس الدين أبو عبد الله جلد اوّل ص 240 تا 244) (احکام اھل ذمۃ۔ تالیف ابن قیم الجوزیہ الجزء اوّل۔ ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت ص 113، 114)

احکام اھل ذمۃ میں اسماعیل بن عیاش کے بعد یہ لکھا ہی نہیں ہوا کہ انہوں نے یہ روایت کس سے سنی تھی؟ اس مجموعی صورتِ حال اور خاص طور پر روایت کے باقی روایات کے ذخیرے سے اختلاف ہمیں اسی نتیجہ پر لے جاتا ہے کہ اس روایت کو غلط اور جعلی شمار کیا جائے۔

مسلمان محققین اور مصنفین تو ایک طرف رہے خود مغربی مصنفین نے بھی اقرار کیا ہے کہ وہ روایات جن میں یہ معاہدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے درست نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک محقق A. S. Tritton اپنی کتاب The Caliphs and their non-Muslim Subjects میں ’شروطِ عمریہ‘ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ بات ہی اس کو عجیب بنا دیتی ہے کہ اسے لکھا ہی شام کے مسیحیوں نے تھا اور اپنے اوپر خود ہی یہ سخت پابندیاں لگا دی تھیں۔ جبکہ بالعموم فاتح افواج شرائط لکھتی ہیں۔ دوسری بات جو اسے غلط ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں لکھا ہی نہیں کہ یہ معاہدہ کس شہر کے لوگوں سے ہوا تھا۔ اگر شام کے لوگوں سے ہوا تھا تو حضرت خالدؓ بن ولید نے دمشق کے لوگوں سے بالکل مختلف بلکہ ان شرائط سے متضاد شرائط پر معاہدہ کیا تھا۔ شام کے اس شہر سے جس کا نام بھی معلوم نہیں، آخر اتنی سخت شرائط پر کیوں معاہدہ ہوا اور وہ بھی اس فرضی شہر کے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کا لکھا ہوا جبکہ شام ہی کے دوسرے شہروں سے بالکل اور شرائط پر معاہدات کئے گئے۔

یہ تمام حقائق یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس معاہدے کا منسوب کرنا درست نہیں۔ وہ اپنی کتاب کے آخر میں یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ اسلام کی پہلی صدی میں جب یہ ’فرضی معاہدہ‘ ہوا تھا اسے نظر انداز کر دیا گیا اور اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا جو چاہے کرو، مَیں نے تمہاری مغفرت کر دی۔‘‘

اطاعت اور اخلاص ووفا کے پیکر بدری اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سنان بن ابی سنان، حضرت مہجع، حضرت عامر بن مخلد، حضرت حاطب بن عمرو بن عبد قیس عبد شمس، حضرت ابوخزیمہ بن اوس، حضرت تمیم مولیٰ خراش، حضرت منذر بن قدامہ، حضرت حارث بن حاطب، حضرت ثعلبہ بن زید، حضرت عقبہ بن وہب، حضرت حبیب بن اسود، حضرت عصیمہ انصاری، حضرت رافع بن حارث، حضرت رخیلہ بن ثعلبہ انصاری، حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب، حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ، حضرت سلمہ بن سلامہ، حضرت جبر بن عتیک، حضرت ثابت بن ثعلبہ، حضرت سہیل بن وہب، حضرت طفیل بن حارث، حضرت ابوسلیط اسیرہ بن عمرو، حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری، حضرت سعد بن عثمان بن خلدہ انصاری، حضرت عامر بن امیہ، حضرت عمرو بن ابی سرح، حضرت عصمہ بن حصین، حضرت خلیفہ بن عدی، حضرت معاذ بن ماعص، حضرت سعد بن زید الاشہلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سِیَر مبارکہ کا تذکرہ

’’اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ہمیں بھی نیکیاں کرنے اور قربانیاں کرنے اور اخلاص ووفا کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23؍نومبر 2018ء بمطابق 23؍نبوت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

آج سے پھر میں بدری صحابہ کا ذکر دوبارہ شروع کروں گا۔ پہلے جن صحابی کا ذکر ہے ان کا نام ہے حضرت سنان بن ابی سنان جو بنو اسد قبیلہ سے تھے اور بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں آپ نے حصہ لیا۔ غزوہ احد میں اور خندق میں اور حدیبیہ سمیت جتنی لڑائیاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئیں ان تمام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ بیعت رضوان میں سب سے پہلے کس نے بیعت کی اس کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیعت کی اور بعض حضرت سلمہ الاکوع کا نام بیان کرتے ہیں لیکن واقدی کے نزدیک حضرت سنان بن ابی سنان نے سب سے پہلے بیعت کی۔ اور بعض کے نزدیک حضرت سنان کے والد نے سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بہرحال تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ بیعت رضوان میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی بیعت لینی شروع کی تو حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ میری بیعت لیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتے ہو۔ حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ جو آپؐ کے دل میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دل میں کیا ہے؟ تمہیں پتہ ہے؟ صحابہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا بھی اثر تھا تو انہوں نے عرض کیا کہ فتح مند ہونا یا شہادت پانا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی اسی بات پر بیعت کرتے ہیں جس پر حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کرتے ہیں۔

(روض الانف جلد 4 صفحہ 62 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(سیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 26 باب ذکر مغازیہؐ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 69 سنان بن ابی سنانؓ ومن حلفاء بنی عبد شمس مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 561 سنان بن ابی سنانؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبار مہاجرین صحابہ میں سے تھے۔

(سیرت ابن کثیر صفحہ 280 اسماء اہل بدر حرف السین مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام جلد 3 صفحہ 371 دار الکتاب العربی بیروت 1993ء از مکتبۃ الشاملۃ)

طلیحہ بن خویلد نے دعویٰ نبوت کیا تو سب سے پہلے حضرت سنانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر خبر دی جو اس وقت بنو مالک پر عامل تھے۔

(تاریخ الطبری جلد 3 صفحہ 245 سنۃ احدی عشرۃ... الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2002ء)

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہوگا وہ ہیں حضرت **مہجع** جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ ان کے والد کا نام صالح تھا۔ غزوۂ بدر میں یہ سب سے پہلے شہید تھے۔ ان کا تعلق یمن سے تھا۔ شروع میں قیدی ہونے کی حالت میں یہ حضرت عمرؓ کے پاس لائے گئے۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے احسان کرتے ہوئے ان کو آزاد کر دیا۔ آپ اوّل المہاجرین میں سے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ آپ اسلامی لشکر کے سب سے پہلے شہید تھے۔ دو صفوں کے درمیان تھے کہ اچانک ایک تیر آپ کو لگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ عامر بن حضرمی نے آپ کو شہید کیا تھا، اس کا تیر لگا تھا۔ حضرت سعید بن مسیّب کی روایت ہے کہ حضرت **مہجع** شہید ہوئے تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ انا **مہجع والی ربی ارجع**۔ کہ میں **مہجع** ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ حضرت **مہجع** ان لوگوں میں شامل تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام:53) اور تو ان لوگوں کو نہ دھتکار جو اپنے رب کو اس کی رضا چاہتے ہوئے صبح بھی پکارتے ہیں اور شام کو بھی پکارتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل اصحاب بھی شامل تھے۔ حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ، حضرت عتبہؓ بن غزوان، حضرت اوسؓ بن خولی، حضرت عامرؓ بن فہیرہ۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 299-300 مہجع بن صالحؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 268 مہجعؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(کنز العمال جلد 10 صفحہ 408 کتاب الغذوات حدیث 29985 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

اس کا مطلب یہ نہیں ہے نعوذ باللہ کہ یہ جو آیت نازل ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کو دھتکارتے تھے۔ آپ کا پیار اور عزت اور احترام اور شفقت غریبوں کے لئے بےمثال اور غیر معمولی تھی جس کا ہمیں حدیثوں سے بھی، ان غرباء کے اپنے حوالوں سے بھی پتہ لگتا ہے۔ اس آیت میں اصل میں تو ان امیر لوگوں اور بڑے لوگوں کو جواب ہے جو یہ چاہتے تھے کہ ہمیں زیادہ عزت اور احترام دیا جائے اس پہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ میں نے تو رسول کو یہ کہا ہوا ہے اور یہ حکم ہے کہ غریب لوگ جو ذکر اور عبادت میں بڑھے ہوئے ہیں ان کی عزت اور احترام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری دولت اور خاندانی عزت سے زیادہ ہے اور اللہ کا رسول تو وہی کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے۔ پس اس آیت سے اصل میں تو ان امیروں کو یہ جواب دیا گیا جن کے خیال میں یہ تھا کہ ان کا مقام زیادہ بلند ہے کہ اللہ کے رسول کو تمہاری عزت اور تمہاری دولت کی کوئی پروا نہیں ہے۔ اس کو تو یہی لوگ پیارے ہیں۔

پھر حضرت عامر بن مخلد ایک صحابی تھے۔ ان کی والدہ کا نام عمارہ بنت خنساء تھا۔ ان کا تعلق خزرج کے قبیلے بنو مالک بن نجار سے تھا۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک ہوئے اور احد کے دن یہ شہید ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 375-376 عامر بن مخلدؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر ایک صحابی تھے حضرت حاطب بن عمرو بن عبد شمس۔ ابو حاطب ان کی کنیت تھی۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عامر بن لُؤَیّ سے تھا۔ ان کی والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو قبیلہ اشجع سے تھیں۔ حضرت سہیل بن عمرو، حضرت سلیط بن عمرو اور حضرت سکران بن عمرو آپ کے بھائی تھے۔ حضرت حاطب بن عمرو کی اولاد میں عمرو بن حاطب تھے۔ ان کی والدہ رَیطہ بنت علقمہ تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 662 حاطب بن عمروؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 309 حاطب بن عمروؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں تشریف آوری سے پہلے آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے تھے۔ حبشہ کی سرزمین کی طرف دو دفعہ ہجرت کی اور ایک روایت کے مطابق ہجرت اولیٰ میں سب سے پہلے جو شخص ملک حبشہ میں آئے وہ حضرت حاطب بن عمرو بن عبد شمس تھے۔ جب آپؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو حضرت رفاعہ بن عبد المنذر جو حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر کے بھائی تھے ان کے گھر میں آپ اترے۔ غزوۂ بدر میں اپنے بھائی حضرت سلیط بن عمرو کے ساتھ شریک تھے اور غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 309 حاطب بن عمروؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(سیرت ابن ہشام صفحہ 119, 117 باب اسلام ابی بکر و من معہ من السابقین مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی شادی حضرت سلیط بن عمرو نے کروائی اور بعض کے نزدیک حضرت ابوحاطب بن عمرو نے شادی کروائی اور اس وقت مہر جو باندھا گیا تھا وہ چار سو درہم تھا۔

اس شادی کی تفصیل طبقات الکبریٰ میں اس طرح درج ہے کہ حضرت سودہؓ کے خاوند اول حضرت سکران بن عمرو جو کہ حضرت حاطب بن عمرو کے بھائی تھے ان کی حبشہ سے مکہ واپسی پر مکہ میں وفات ہوگئی۔ جب حضرت سودہؓ کی عدت پوری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نکاح کا پیغام بھجوایا۔ حضرت سودہ نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپؐ کے سپرد ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم میں سے کوئی مرد مقرر کریں کہ وہ آپ یعنی حضرت سودہ کی شادی مجھ سے کروائے۔ اس پر حضرت سودہ نے حضرت حاطب بن عمرو کو مقرر کیا۔ اس طرح حضرت حاطب نے حضرت سودہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کروائی۔ حضرت سودہ حضرت خدیجہ کے بعد پہلی خاتون تھیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 661 باب ذکر ازواجہ سودہ بنت زمعہؓ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 42 ذکر ازواج رسول اللہ ﷺ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حدیبیہ کے مقام پر ہونے والی بیعت رضوان میں بھی یہ شریک تھے۔

(کتاب المغازی جلد دوم صفحہ 92 باب غزوہ حدیبیہ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2004ء)

پھر ایک صحابی تھے حضرت ابوخُزَیمہ بن اوس۔ ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا۔ حضرت مسعود بن اوس کے بھائی ہیں۔ حضرت مسعود بن اوس بھی جنگ بدر میں شامل ہوئے۔ انہوں نے غزوۂ بدر میں، احد میں اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شرکت کی۔ ان کی وفات حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 373 ابوخزیمہ بن اوسؓ، مسعود بن اوسؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر ایک صحابی حضرت تمیم مولیٰ خراش ہیں۔ حضرت تمیم حضرت خراش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اور حضرت خباب جو عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام تھے ان کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ غزوۂ بدر، احد میں انہوں نے شرکت کی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 429 تمیم مولیٰ خراشؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت منذر بن قدامہ ایک صحابی تھے۔ حضرت منذر بن قدامہ کا تعلق قبیلہ بنوغنم سے تھا۔ انہوں نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شرکت کی۔ علامہ واقدی کے مطابق ان کو بنوقینقاع کے قیدیوں پر مقرر کیا گیا تھا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 6 صفحہ 172 منذر بن قدامہؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 367 منذر بن قدامہؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت حارث بن حاطب ایک بدری صحابی تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اُمامہ بنت صامت تھا۔ آپ کا تعلق انصار قبیلہ اوس سے تھا۔ حضرت ثعلبہ بنت حاطب کے بھائی تھے۔ حضرت حارث بن حاطب اور حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بدر کے لئے جا رہے تھے کہ روحاء کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم جبکہ حضرت حارث بن حاطب کو قبیلہ بنوعمرو بن عوف کا امیر بنا کر مدینہ واپس بھجوادیا۔ لیکن ان دونوں کو اصحاب بدر میں شامل فرماتے ہوئے مال غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ حضرت حارث بن حاطب کو غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت بیعت رضوان میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ یہ تیار ہو کے جا رہے تھے اور ان کی پوری نیت تھی کہ بدر میں شامل ہوں گے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ ان کو امیر مقرر کر کے واپس بھجوایا تھا لیکن ان کا شمار بدر میں شامل ہونے والوں میں کیا۔ غزوہ خیبر میں جنگ کے دوران ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے تیر مارا جو کہ حضرت حارث بن حاطب کے سر پر لگا جس سے آپ شہید ہوگئے۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 598 حارث بن حاطبؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 351 حارث بن حاطبؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت ثعلبہ بن زید ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنوخزرج سے ہے۔ غزوۂ بدر میں یہ شامل ہوئے تھے۔ حضرت ثابت بن الجِذع کے والد تھے۔ حضرت ثعلبہ بن زید کا لقب الجذع ہے۔ الجذع آپ کی مضبوطی قلب اور مضبوط عزم و ہمت کی وجہ سے کہا جاتا ہے یعنی جو مضبوط تنا، درخت کا تنا ہو اس کو بھی جذع کہا جاتا ہے اور چھت کا شہتیر اور بیم جو ہے اس کو بھی کہا جاتا ہے۔ بہرحال بڑے مضبوط دل کے مالک تھے اور مضبوط عزم و ہمت کے مالک تھے اس لئے ان کا لقب الجذع پڑ گیا۔ حضرت ثعلبہ بن زید کے متعلق اس کے علاوہ کوئی روایت محفوظ نہیں ہے۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 467 ثعلبہ بن زیدؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 428 ثابت بن ثعلبہؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(Arabic-English Lexicon by Edward William Lane part 2 page 396 librairie du liban 1968)

حضرت عقبہ بن وہب ایک صحابی تھے۔ حضرت عقبہ بن وہب کو ابن ابی وہب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قبیلہ بنوعبد شمس بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ غزوۂ بدر اور احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 59 عقبہ بن وہبؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 70 عقبہ بن وہبؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

مدینہ میں یہود کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تبلیغ کی جس کا انہوں نے کھلے طور پر انکار کیا۔ اس پر جن صحابہ نے انہیں اس کھلے انکار پر ملامت کی ان میں حضرت عقبہ بن وہب بھی شامل تھے۔ چنانچہ یہ واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعمان بن اَضا، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات چیت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، اسلام کی دعوت دی۔ اور اس کے عذاب سے انہیں ڈرایا جس پر انہوں نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں آپ کس بات سے ڈراتے ہیں؟ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ جس طرح نصاریٰ نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ۗ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۗ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۗ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (المائدہ 19:) اور یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کی اولاد ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ تو کہہ دے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دیتا ہے۔ نہیں بلکہ تم ان میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا محض بشر ہو۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اس کی بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اور آخر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ابن اسحاق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہود کے گروہ کو قبول اسلام کی دعوت دی اور انہیں اس کی طرف ترغیب دلائی اور غیر اللہ کے معاملہ میں اللہ کی سزا کے متعلق انہیں ڈرایا تو انہوں نے نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلکہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم کا انکار کیا۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعد بن عبادۃ اور حضرت عقبہ بن وہب نے انہیں کہا اے گروہ یہود اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ تم خود ہمارے سامنے ان کی بعثت سے پہلے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے ان کی صفات بیان کیا کرتے تھے اس پر رافع بن حُرَیملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ ہم نے تو تمہیں یہ نہیں کہا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی کتاب نازل کی ہے نہ کرنی ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بعد کوئی بشارت دینے والا اور نہ ہی کوئی ڈرانے والا بھیجا ہے نہ بھیجنا ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 265—266 باب ما نزل فی المنافقین و یہود مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

گویا کہ وہ لوگ صاف مکر گئے حالانکہ توریت میں یہ پیشگوئیاں موجود ہیں۔ یہی حال آجکل کے بعض مسلمان علماء کا ہے جو مسیح موعود کو ماننے سے انکاری ہیں۔ پہلے آنے کا شور مچاتے تھے اب کہتے ہیں کسی نے نہیں آنا۔

پھر ایک صحابی حضرت حبیب بن اسود ہیں۔ حضرت حبیب بن اسود بن سعد انصار کے قبیلہ بنوحرام کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ جنگ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ کا ذکر خبیب کے نام سے بھی ملتا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 429 حبیب بن الاسودؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 2 صفحہ 18 حبیب بن سعدؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 671 حبیب بن الاسودؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

پھر حضرت عُصیمہ انصاری ایک صحابی تھے۔ حضرت عُصیمہ کا تعلق قبیلہ بنواشجع سے تھا۔ بنوغنم بن مالک بن نجار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر اور احد اور خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دور میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ377 عصیمۃؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

حضرت رافع بن حارث ایک صحابی تھے۔ ان کا نام رافع بن حارث بن سواد ہے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت رافع بن حارث کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ373 رافع بن الحارثؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

پھر حضرت رُخَیلہ بن ثعلبہ انصاری ایک بدری صحابی تھے۔ ان کا نام بھی مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں رُخَیلہ بعض رُجَیلہ اور رُحیلہ وغیرہ۔ آپ کے والد کا نام ثعلبہ بن خالد تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو بیاضہ سے تھا اور آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ہمراہ تھے۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ273 رخیلۃ بن ثعلبۃؓ۔ جلد1 صفحہ509 جبلۃ بن ثعلبۃؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت2003ء)
(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 450 رخیلۃ بن ثعلبۃؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

پھر حضرت جابر بن عبداللہ بن رئاب ایک صحابی تھے۔ حضرت جابر کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکہ میں اسلام لائے۔ حضرت جابر بدر اور احد اور خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، ساتھ شامل ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں بھی بیان کی ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ431 جابر بن عبداللہؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

بیعت عقبہ اولیٰ میں انصار میں سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ یہی ہیں۔ انصار کے چند لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقبہ اولیٰ کی رات جب ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو اس کے بعد انہوں نے پوری تفصیل اپنی بیان کی اور یہ قبیلہ بنو نجار کے چھ آدمی تھے۔ اسعد بن زُرارہ اور عوف بن حارث بن رفاعہ بن عفراء اور رافع بن مالک بن عجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدۃ اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید اور جابر بن عبداللہ بن رئاب۔ یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو انہوں نے مدینہ والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور پھر وہاں تبلیغ کی۔

(اسد الغابہ جلد1 صفحہ492 جابر بن عبداللہ بن رئابؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت2003ء)

حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ ایک بدری صحابی تھے۔ ان کا نام حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان تھا۔ انصاری قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ آپ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔

(الاستیعاب جلد1 صفحہ199 ثابت بن اقرمؓ مطبوعہ دارالجیل بیروت1992ء)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو عاصم بن عدی کو مسجد دی کہ وہ اس میں اپنا گھر بنائیں مگر عاصم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اس مسجد کو گھر نہیں بناؤں گا جس میں اللہ تعالیٰ نے جو اتارنا تھا اس کو اتارا ہے۔ البتہ آپ اس کو ثابت بن اقرم کو دے دیں کیونکہ اس کے پاس کوئی گھر نہیں ہے تو آپؐ نے حضرت ثابت بن اقرم کو یہ جگہ عطا فرما دی۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ677 باب ذکر امر مسجد الضرار... الخ مطبوعہ القاہرہ1992ء)

غالباً یہ جگہ جو دی تھی وہ مسجد کا حصہ ہوگی یا اس کے قریب ترین جگہ ہوگی اور کسی وقت میں وہاں نمازیں بھی پڑھی جاتی ہوں گی بہر حال ترجمہ کرنے والوں نے جو ترجمہ کیا ہے میرے خیال میں ٹھیک نہیں ہے۔ بعض باتوں کی وضاحت ہوتی ہے اس لئے ریسرچ سیل والے جو یہ نوٹس بھجواتے ہیں اس کو ذرا تحقیق کر کے صحیح طرح بھیجا کریں۔ صرف سکول کے بچوں کی طرح ترجمے نہ کر دیا کریں۔

پھر جنگ موتہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت ثابت بن اقرم نے اٹھایا اور کہا کہ اے مسلمانوں کے گروہ! اپنے میں سے کسی ایک شخص کو اپنا سردار مقرر کرو۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس پر لوگوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔ ابن ہشام کی سیرۃ النبیؐ میں اس کا ذکر ہے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ533 باب ذکر غزوہ موتہ... الخ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت2009ء)

تاریخ میں آتا ہے کہ جنگ موتہ کے موقع پر جب مسلمانوں نے دشمن کا لشکر دیکھا تو اس کی تعداد اور ساز و سامان کو دیکھ کر انہوں نے گمان کیا کہ اس لشکر کا کوئی مقابلہ نہیں۔ تو حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جنگ موتہ میں شرکت کی۔ جب دشمن ہمارے قریب آیا تو ہم نے دیکھا کہ تعداد، اسلحہ، گھوڑوں اور سونے اور ریشم وغیرہ میں اس کا مقابلہ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس پر حضرت ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا کہ اے ابوہریرہ! تیری حالت ایسی لگتی ہے جیسے تو نے کوئی بہت بڑا لشکر دیکھ لیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت ثابت نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ بدر میں شامل نہیں ہوئے۔ ہمیں وہاں بھی کثرت تعداد کے ذریعہ فتح نہیں ملی تھی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد6 صفحہ148 باب فی سریۃ موتۃ دارالکتب العلمیہ بیروت1993ء)

بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی تھی اور یہاں بھی یہی ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ آپ مرتدین کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید لوگوں کے مقابلہ پر روانہ ہوتے وقت اگر اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کر دیتے۔ جب آپؓ اس قوم کی طرف پہنچے جو بُزاخہ مقام میں تھی تو آپ نے حضرت عکاشہ بن محصن اور حضرت ثابت بن اقرم کو مخبر بنا کر بھیجا کہ دشمن کی خبر لائیں اور وہ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے۔ حضرت عکاشہ کے گھوڑے کا نام الزرام تھا اور حضرت ثابت کے گھوڑے کا نام المُحبر تھا۔ بہرحال ان دونوں کا سامنا طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ سے ہوا۔ یہ انہی کی طرح مخبری کرنے کے لئے آگے آئے ہوئے تھے، اپنے لشکر سے آگے آئے ہوئے تھے۔ طلیحہ کا سامنا حضرت عکاشہ سے ہوا اور سلمہ کا حضرت ثابت سے۔ اور یہ جو بھائی تھے ان دونوں نے ان دونوں صحابہ کو شہید کر دیا۔ ابو واقد لَیثی سے ایک روایت ہے کہ ہم دو سو سوار لشکر کے آگے آگے چلنے والے تھے اور زید بن خطاب ہمارے امیر تھے اور ثابت اور عکاشہ ہمارے آگے تھے۔ جب ہم لوگ ان کے پاس سے گزرے تو ہمیں یہ منظر شدید ناگوار گزرا۔ (ان کی شہادت کے بعد جب پیچھے سے یہ لشکر گزرا۔) حضرت خالدؓ اور باقی مسلمان ہمارے پیچھے تھے۔ ہم ان مقتولوں کے پاس کھڑے رہے، یہ جو شہید ہوئے تھے یہاں تک کہ حضرت خالدؓ آئے اور ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو ان کے خون آلود کپڑوں میں وہیں دفن کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ355–356 ثابت بن اقرمؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

روایت میں آتا ہے کہ جب طلیحہ مسلمان ہوئے تو حضرت امیر المومنین عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے محبت نہیں کروں گا تم دو مسلمان حضرت عکاشہ اور حضرت ثابت بن اقرم کے شہید ہونے کی وجہ ہو۔ یہ شہید کرنے والے جو تھے بعد میں مسلمان بھی ہو گئے تو ان کو حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ تمہارے سے محبت نہیں مجھ کو ہو سکتی کیونکہ تم دو مسلمانوں کو شہید کرنے والے ہو۔ اس پر طلیحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین! ان کو تو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے عزت عطا فرمائی ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی جلد8 صفحہ580–581 کتاب الاشربۃ باب قتال اھل الردۃ و... الخ حدیث17631 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت2003ء)

ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ثابت کو طلیحہ نے بارہ ہجری میں بُزاخہ کے مقام پر شہید کیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ355–356 ثابت بن اقرمؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

پھر حضرت سلمہ بن سلامہ بدری صحابی تھے۔ انصاری تھے اور قبیلہ اوس کے خاندان بنو اشہل سے ان کا تعلق تھا۔ جب مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو آپ ان اولین لوگوں میں سے تھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔

(سیر الصحابہ جلد3 صفحہ391 سلمہ بن سلامہؓ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی2004ء)

آپ بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شامل ہوئے اور نیز آپ کو بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو اپنے دور خلافت میں یمامہ کا حکمران مقرر فرمایا۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ523 سلمۃ بن سلامۃؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت2003ء)

عمر بن قتادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن سلامہ اور حضرت ابوسبرۃ بن ابی رُھم کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی لیکن ابن اسحاق کے نزدیک سلمہ بن سلامہ اور حضرت زبیر بن العوام کے درمیان مؤاخات قائم ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ335 سلمۃ بن سلامۃؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

آپ اپنے بچپن کا ایک واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب کہ میں چھوٹی عمر کا تھا اور اپنے خاندان کے چند آدمیوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی عالم وہاں آ گیا اور اس نے ہمارے سامنے قیامت اور حساب اور میزان اور جنت اور دوزخ کا ذکر شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ مشرک اور بت پرست جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ آپ کے خاندان کے لوگ چونکہ بت پرست تھے اس لئے وہ اس حقیقت کو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نہیں سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ ان لوگوں نے اس یہودی عالم سے پوچھا کہ کیا واقعی لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ اور اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔ آخرت کی زندگی کا ان کو کوئی تصور نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس پر اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ سے ایک نبی آئے گا۔ اس پر ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ کب آئے گا؟ تو اس نے میری طرف اشارہ کیا۔ کہتے ہیں میں بچہ تھا، چھوٹا تھا میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس لڑکے نے عمر پائی تو یہ ضرور اس نبی کو دیکھے گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو کچھ سال ہی گزرے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ہمیں اطلاع ملی اور ہم سب ایمان لے آئے، یہ جو بت پرست تھے آگ پرست تھے سب ایمان لے آئے۔ کہتے ہیں اس وقت وہ یہودی عالم بھی زندہ تھا مگر حسد کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لایا اور ہم نے اس کو کہا کہ تم ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبریں سنایا کرتے تھے اب خود ہی ایمان نہیں لائے۔ اس پر اس نے کہا کہ یہ وہ نبی نہیں ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ آخر وہ شخص اسی طرح کفر کی حالت میں مر گیا۔

حضرت عثمان کے زمانے میں جب فتنوں نے سر اٹھایا تو آپ نے عزلت نشینی اختیار کر لی اور اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لئے وقف کر دیا۔

(رحمت دارین کے سوشیدائی صفحہ 574 تا 576، طالب الہاشمی البدر پبلیکیشنز لاہور 2003ء)

یعنی کہ گوشہ نشین ہو گئے کیونکہ فتنے اس وقت کافی بڑھ رہے تھے اور صرف عبادت الٰہی کیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں 34 ہجری میں وفات ہوئی بعض کہتے ہیں 45 ہجری میں وفات ہوئی۔ ان کی عمر 74 سال تھی جب ان کی وفات ہوئی اور مدینہ میں ہی وفات ہوئی۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 125، سلمۃ بن سلامۃ بن وقش، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت جبر بن عتیک ایک بدری صحابی تھے۔ غزوہ بدر اور تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ شریک تھے۔ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں رہے۔ حضرت جبر بن عتیک کی کنیت عبداللہ تھی۔ اولاد میں دو بیٹے عتیک اور عبداللہ اور ایک بیٹی ام ثابت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبر بن عتیک اور خباب بن الارت کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ فتح مکہ کے موقع پر بنو معاویہ بن مالک کا جھنڈا آپ کے پاس تھا۔ حضرت جبر بن عتیک کی وفات 61 ہجری میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں اکہتر سال کی عمر میں ہوئی، دَور میں کہنا چاہئے خلافت نہیں تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 357، جبر بن عتیک، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ایک صحابی کا نام حضرت ثابت بن ثعلبہ تھا۔ ان کو ثابت بن جزع بھی کہا جاتا ہے۔ ستر انصار کے ساتھ عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق، حدیبیہ اور خیبر اور فتح مکہ اور غزوہ طائف میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ غزوہ طائف شہید ہوئے۔ حضرت ثابت اپنے والد حضرت ثعلبہ کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 429-428، ثابت بن ثعلبۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(اسد الغابۃ جلد 1 صفحہ 324، ثعلبۃ بن الحارث، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

پھر ایک صحابی حضرت سہیل بن وہب ہیں۔ ان کا نام حضرت سہیل بن وہب بن ربیعہ بن عمرو بن عامر قریشی تھا۔ ان کی والدہ کا نام دعد تھا مگر وہ بیضاء کے نام سے مشہور تھیں۔ اس لئے آپ بھی ابن بیضاء کے نام سے مشہور ہوئے۔ چنانچہ کتب میں آپ کا نام سہیل بن بیضاء بھی ملتا ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ قریش کے خاندان بنو فِہر سے تھا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 162، سھل بن بیضاء القرشی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

(اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 344، ثعلبۃ بن الحارث، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

ابتدائی زمانے میں یہ اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہاں عرصہ تک مقیم رہے۔ جب اسلام کی اعلانیہ تبلیغ ہونے لگی تو مکہ واپس آ گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدینہ گئے۔

(سیر الصحابہؓ جلد 2 صفحہ 577 سہیل بن بیضاء، دار الاشاعت کراچی)

حضرت سہیل کے ساتھ ان کے دوسرے بھائی حضرت صفوان بن بیضاء بھی غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 318، صفوان بن بیضاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

جب آپ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اس وقت آپ کی عمر 34 سال تھی۔ غزوہ احد اور خندق اور تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ان کے تیسرے بھائی سہل مشرکین کی طرف سے غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ سہل مکہ میں اسلام لائے لیکن کسی سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا۔ قریش انہیں بدر میں ساتھ لے گئے اور پھر وہ گرفتار ہوئے تو حضرت ابن مسعود نے ان کے بارے میں گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اس پر وہ آزاد کر دیئے گئے پھر مدینہ میں ان کی وفات ہوئی اور آپ کا اور حضرت سہیل کا جنازہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھایا۔

حضرت سہیل بن بیضاء روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے سفر میں انہیں سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا اے سہیل! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یوں فرمایا تو ہر مرتبہ حضرت سہیل نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ یہاں تک کہ لوگوں نے بھی جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے مراد ہے۔ اس پر جو لوگ آگے تھے وہ آپ کی طرف لپکے اور جو پیچھے تھے وہ بھی آپ کے قریب ہو گئے۔ یہ بھی لوگوں کو بلانے کا، متوجہ کرنے کا انداز تھا۔ جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں تو ایسے شخص پر اللہ آگ کو حرام کر دے گا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 162–163، سھل بن بیضاء القرشی، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 176، سہیل بن السمط، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 317، سہیل ابن بیضاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اب یہ تاریخ کی کتاب ہے اور یہ مسلمان پڑھتے ہیں کہ یہ مسلمان ہونے کی بھی ایک تعریف ہے لیکن ان کے عمل اس کے خلاف ہیں اور اس بات پر جو ان کے فتوے ہیں وہ بھی ان باتوں کے خلاف ہیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی شراب نہ ہوتی تھی سوائے تمہاری فضیخ یعنی کھجور کی شراب کے۔ یہی وہ شراب تھی جس کو تم فضیخ کہتے ہو۔ کہتے ہیں مَیں ایک دفعہ کھڑا ابوطلحہ اور فلاں فلاں کو شراب پلا رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کیا تمہیں خبر پہنچی ہے؟ کہنے لگا کیا خبر؟ اس نے کہا کہ شراب حرام کی گئی ہے۔ وہ لوگ جن کو یہ شراب پلا رہے تھے حضرت انس کو کہنے لگے کہ انس یہ مٹکے انڈیل دو۔ کہتے تھے پھر انہوں نے اس شخص کی خبر دینے کے بعد اس شراب سے متعلق پوچھا اور نہ کبھی اس کو دوبارہ پیا۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب انما الخمر والمیسر ... حدیث 4617)

ایک حکم آیا اور اس کے بعد ایسی اطاعت تھی کہ دوبارہ پھر اس شراب کا ذکر بھی نہیں ہوا۔ ایک دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابوطلحہ کے ساتھ حضرت ابودجانہ اور حضرت سہیل بن بیضاء تھے جو اس وقت شراب پی رہے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الاشربۃ باب من رآی ان لایخلط البسر... حدیث 5600)

غزوہ تبوک سے واپسی پر 9 ہجری میں ان کی وفات ہوئی اور ان کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں پڑھائی اور وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 317، سہیل ابن بیضاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد سے گزارا جائے یعنی کہ مسجد میں لایا جائے تا کہ وہ بھی ان کی نماز جنازہ پڑھ لیں۔ لوگوں نے حضرت عائشہ کی اس بات کو اوپرا جانا کہ یہ عجیب بات کر رہی ہیں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔

(مترجم صحیح مسلم کتاب الجنائز باب الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد حدیث 1603 جلد 4 صفحہ 135 از نور فاؤنڈیشن)

ان کا خیال تھا کہ کھلی جگہ پر پڑھنی چاہئے تو اس کی اصلاح حضرت عائشہؓ نے فرمائی کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

حضرت طفیل بن حارث ایک صحابی تھے۔ حضرت طفیل اپنے بھائی حضرت عبیدہ اور حضرت حصین کے ساتھ غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے۔

(اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 466، طفیل بن الحارث، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طفیل بن حارث کی مؤاخات حضرت منذر بن محمد اور بعض روایات کے مطابق حضرت سفیان بن نسر سے قائم فرمائی۔ حضرت طفیل کی وفات ستر سال کی عمر میں 32 ہجری کو ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 38، الطفیل بن الحارث، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر ایک صحابی حضرت ابوسلیط اُسَیرہ بن عمروؓ ہیں۔ اُسَیرۃ بن عمرو ان کا نام تھا اور کنیت ابوسلیط تھی اور ابوسلیط کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد عمرو بھی ابوخارجہ کنیت سے معروف ہیں۔ بدر اور دیگر غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے۔

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 131، مکتبہ اسلامیہ 2015ء)

آپ خزرج کی شاخ عدی بن نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد ابوخارجہ عمرو بن قیس بھی صحابی تھے۔

(صحابہ کرام کا انسائیکلو پیڈیا از ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صفحہ 508، ابوسلیط اسیرۃ بن عمرو، بیت العلوم لاہور)

جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ کے بیٹے عبداللہ نے آپ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا اور اس وقت دیگیں چڑھی ہوئی تھیں جن میں گدھے کا گوشت پک رہا تھا تو ہم لوگوں نے ان دیگوں کا الٹ دیا۔

(اسدالغابۃ جلد 5 صفحہ 156، ابوسلیط الانصاری، دارالفکر للنشر والتوزیع بیروت 2003ء)

حضرت ثعلبہ بن حاطب انصاری ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق بنوعمرو بن عوف سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 136، مکتبہ اسلامیہ 2015ء)

جیسا کہ بتایا قبیلہ اوس کی شاخ بنوعمرو بن عوف سے تعلق تھا۔ غزوہ بدر اور بعض دوسرے غزوات میں بھی ان کی شرکت کی روایات ملتی ہیں۔

(صحابہ کرام کا انسائیکلو پیڈیا از ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صفحہ 450، ثعلبۃ بن حاطب انصاری، بیت العلوم لاہور)

حضرت اُمامہ باہلی بیان کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا کرے۔ آپؐ نے اس پر فرمایا کہ افسوس کی بات ہے کہ بہت تھوڑے ہیں جو شکر کرتے ہیں اور مال کو سنبھالنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ دعا نہیں کی کچھ دیر کے بعد پھر وہ آئے اور عرض کی کہ دعا کریں مجھے مال عطا ہو جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے لئے میرا اسوۂ حسنہ کافی نہیں ہے جو مال کی خواہش کر رہے ہو؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر میں پہاڑ کو کہوں کہ وہ میرے لئے سونے اور چاندی کا بن جائے تو ایسا ہی ہو جائے لیکن آپؐ نے کہا میں ایسا نہیں کرتا۔ مال سے زیادہ رغبت نہیں رکھنی چاہئے۔ پھر تیسری دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پھر اسی طرح عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے دعا کریں کہ مجھے مال عطا ہو۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ ثعلبہ کو مال عطا کر دے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان کی چند بکریاں تھیں اور اس کے بعد اس میں اتنی برکت پڑی اور اس طرح وہ بڑھیں جس طرح کیڑے مکوڑے بڑھتے ہیں۔ اور پھر یہ ہوا کہ ان کو سنبھالنے کے لئے انہوں نے ظہر عصر کی نمازوں پر بھی مسجد میں آنا چھوڑ دیا اور وہیں پھر پڑھنے لگے۔ اور زیادہ بڑھ گئیں تو جمعہ پہ بھی نہیں آتے تھے۔ جمعہ پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا احوال پوچھا کرتے تھے تو ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ اس کے پاس بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ ہے کہ پوری وادی بھری ہوئی ہے اس لئے ان کو سنبھالنے میں وقت لگ جاتا ہے، وہ نہیں آتے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بڑے افسوس کا اظہار کیا۔ تین دفعہ افسوس کا اظہار کیا۔ پھر جب زکوٰۃ کی آیات نازل ہوئیں تو آپ نے زکوٰۃ لینے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا۔ یہ لوگ جب ثعلبہ کے پاس گئے تو انہوں نے کچھ بہانہ بنایا اور زکوٰۃ نہیں دی۔ انہوں نے کہا اچھا میں سوچتا ہوں۔ تم لوگ باقی جگہوں پہ زکوٰۃ لینے جارہے ہو، وہاں سے ہو کے واپس آ ؤ۔ یہ لوگ اور جگہوں پر گئے اور دوسری جگہ جہاں گئے تھے ایک شخص نے اپنے بہترین اونٹوں میں سے زکوٰۃ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے بہترین تو نہیں مانگا تھا انہوں نے کہا نہیں ہم اپنی خوشی سے دے رہے ہیں۔ بہرحال یہ ایک لمبا قصہ ہے اور انہوں نے زکوٰۃ نہیں دی اور زکوٰۃ اکٹھی کرنے والے جو لینے کے لئے گئے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر جب یہ رپورٹ دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت یہ آیات اتریں کہ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰٮنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ اور پھر یہ وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ (التوبہ 75-77) تک سورۃ توبہ کی پچھتر سے ستتر تک آیات ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ثعلبہ کا ایک عزیز بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بات سن کر وہ ثعلبہ کے پاس گیا اور کہا اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں فلاں فلاں آیت نازل کی ہے۔ ثعلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر عرض کرنے لگا کہ مجھ سے زکوٰۃ قبول کی جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اب تجھ سے وصول کرنے کے اللہ تعالیٰ نے مجھے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ واپس ناکام و نامراد گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں وہ زکوٰۃ لے کے آئے حضرت ابوبکرؓ نے بھی قبول نہیں کی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں آئے انہوں نے بھی قبول نہیں کی کہ جس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا میں کس طرح قبول کر سکتا ہوں۔ پھر حضرت عثمانؓ جب خلیفہ بنے تو ان کے پاس آ کر کہنے لگے میری زکوٰۃ قبول کریں تو یہ قبول نہیں کی گئی اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہی ان کی وفات ہوگئی۔

(اسدالغابۃ جلد 1 صفحہ 325-326، ثعلبۃ بن حاطب، دارالفکر للنشر والتوزیع بیروت 2003ء)

اب یہ واقعہ جو ہے یہ ساتھ ایک طرف بدری صحابہ کے بارے میں ہے کہ وہ جنت میں جانے والے ہیں۔ دوسری طرف زکوٰۃ قبول نہ کرنے کے بارے میں یہ ایک لمبی روایت چل رہی ہے۔ میرے دل میں بھی خیال پیدا ہوا تھا اس کو سن کے، پڑھ کے، آپ لوگوں کے دلوں میں بھی ہوا ہوگا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ لگتا ہے کہ یہ روایت غلط ہے، کسی اور کے بارے میں ہوگی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بھی اس کو اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے کہ کسی صحابی سے زکوٰۃ لینے کا اور نہ لینے کا یہ واقعہ اس طرح ہی ہوا تھا، تو پھر اس قصہ والی شخصیت کے بارے میں میرے خیال میں اسے حضرت ثعلبہ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ آپ بدری صحابی تھے اور بدری صحابہ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے کھلا بخشش کا اعلان فرمایا ہوا ہے اور ان میں منافقت اور کسی قسم کی کمزوری نہیں ہوسکتی تھی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی یہ لکھتے ہیں کہ ابن قلبی کے قول سے اس بات میں فرق یقینی ہو جاتا ہے کہ بدری صحابی احد میں شہید ہوگئے جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن مردویہ نے عطیہ کی سند سے، بحوالہ ابن عباس مذکورہ آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے جو فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا تھا وہ انصار میں سے تھا ان کی ایک مجلس میں آ کر کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے نوازے پھر یہ سارا طویل قصہ جو بیان ہے بیان کیا۔ یہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے اور بدری صحابی کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب ہیں اور یہ روایت پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی مسلمان بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ نیز وہ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا جو چاہے کرو، مَیں نے تمہاری مغفرت کر دی۔ تو یہ لکھتے ہیں کہ جس کا یہ مرتبہ ہوا سے اللہ تعالیٰ دل میں نفاق کا بدلہ کیسے دے گا؟ دل میں اگر نفاق ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ جنت میں جانے کا بدلہ ملے۔ پھر لکھتے ہیں کہ اور جو کچھ نازل ہوا اس کے متعلق کیسے نازل ہو سکتا ہے جس کے دل میں نفاق ہو! الہٰذا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 1 صفحہ 516-517، ثعلبۃ بن حاطب، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

یعنی حضرت ثعلبہ جو تھے وہ نہیں تھے یہ اور تھے۔ یہ پہلے شہید ہوگئے تھے۔ اور جس کا ذکر ہے وہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ اب نام ملتے جلتے ہیں اس لئے یہ غلط فہمی ہوئی۔ اس لئے ثعلبہ بن حاطب اور ثعلبہ بن ابی حاطب دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ پس یہ غلط فہمی کسی بدری صحابی کے بارے میں کبھی نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے کوئی ایسی حرکت کی ہوگی۔ اللہ جزا دے علامہ ابن حجر عسقلانی کو کہ انہوں نے بھی اس مسئلہ کو بڑا کھول کے بیان کر دیا اور اس بدری صحابی پہ جو الزام لگ رہا تھا ان کی اس تاریخی روایت سے ہی ان کی بریت ثابت ہوگئی۔

پھر ایک صحابی حضرت سعد بن عثمان بن خلدۃ انصاری ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کا نام سعید بن عثمان ہے۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ ان اشخاص میں سے ہیں جن کے پاؤں جنگ احد میں اکھڑ گئے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان سب کی معافی کو قرآن کریم میں نازل فرمایا۔ آپ حضرت عقبہ کے بھائی تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حَرَّہ کے مقام پر بئرِ اِہاب پر تشریف لائے جو ان دنوں آپ کی یعنی کہ ان صحابی کی ملکیت تھا جہاں آپ اپنے بیٹے عبادہ کو چھوڑ گئے تھے تا کہ وہ لوگوں کو پانی پلائیں۔ حضرت عبادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان پائے۔ جو چھوٹے بیٹے تھے۔ بعد میں جب حضرت سعد آئے تو عبادہ نے آنے والی شخصیت کا حلیہ بیان کیا تو حضرت سعد نے کہا کہ یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کو تم نے پہچانا نہیں۔ جاؤ جا کے ملو ان سے، فوری دوڑ کے جاؤ پیچھے۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دی۔ حضرت سعد بن عثمان کی 80 سال کی عمر تھی جب ان کی وفات ہوئی۔

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 148، سعد بن عثمان، مکتبہ اسلامیہ 2015ء)

(اسدالغابۃ جلد 2 صفحہ 263، سعید بن عثمان، دارالفکر للنشر والتوزیع بیروت 2003ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 3 صفحہ 58، سعد بن عثمان بن خلدۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر ایک صحابی حضرت عامر بن امیہ ہیں۔ حضرت ہشام بن عامر کے والد تھے۔ بدر میں شامل تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ قبیلہ بنوعدی بن نجار میں سے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 389 عامر بن امیہؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت ہشام بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے شہداء کو دفنانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وسیع قبر کھودو اور دو یا تین کو ایک قبر میں اتار دو۔ فرمایا کہ جس کو قرآن زیادہ آتا ہو اس کو پہلے اتارو۔ حضرت ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عامر بن امیہ کو دو آدمیوں سے پہلے قبر میں اتارا گیا۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد، ماجاء فی دفن الشہداء حدیث 1713)

حضرت عامر کے بیٹے ہشام بن عامر ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ عامر کیا خوب شخص تھا۔ لیکن آپ کی پھر نسل نہیں چلی۔

(اسدالغابۃ جلد 3 صفحہ 12، عامر بن امیۃ، دارالفکر للنشر والتوزیع بیروت 2003ء)

حضرت عمرو بن ابی سرح ایک صحابی تھے اور واقدی نے ان کا نام معمر بن ابی سرح بیان کیا ہے۔ قبیلہ بنو حارث بن فہر میں سے تھے۔ ابوسعید ان کی کنیت تھی۔ تیس ہجری کو مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ کے دور میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بھائی حضرت وہب بن ابی سرح مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔

دونوں بھائی غزوۂ بدر میں شامل ہوئے۔ غزوۂ احد اور غزوۂ خندق اور دیگر مشاہد میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوئے۔ ان کی نسل کوئی نہیں چلی۔

(اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 724–725، عمرو بن ابی سرح، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو حضرت کلثوم بن ہدم کے مکان پر آ کر قیام کیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 318، معمر بن ابی سرح، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عصمہ بن حصین ایک صحابی تھے جو قبیلہ بنو عوف بن خزرج سے تھے۔ ان کے بھائی ھُبَیل بن وبرۃ اپنے دادا وبرۃ کی طرف منسوب ہیں۔ یہ اور ان کے بھائی بدر میں شامل ہوئے تھے۔ بعض نے آپ کے بدر میں شامل ہونے سے اختلاف کیا ہے۔

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 177، عصمہ بن الحصین، مکتبہ اسلامیہ 2015ء)

لیکن بہرحال بعض نے لکھا ہے کہ شامل ہوئے۔

حضرت خلیفہ بن عدیؓ۔ ان کے نام کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ان کا نام بعض نے خَلیفہ بن عدی لکھا اور بعض نے عُلَیْفہ بن عدیؓ۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد دونوں میں شریک تھے۔ عُلَیْفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عمرو بن مالک بن علی بن بیاضہ اصحاب بدر میں سے تھے۔

(اسد الغابۃ جلد 1 صفحہ 710–711، خلیفۃ بن عدی، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

(اصحاب بدر از قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ 179، علیفۃ بن عدی، مکتبہ اسلامیہ 2015ء)

غزوۂ بدر سے پہلے مشرف با اسلام ہوئے اور سب سے پہلے غزوۂ بدر میں شریک ہو کر بدری صحابی ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ احد کے بعد ان کا نام پردۂ اخفاء میں چلا جاتا ہے، ظاہر نہیں ہوتا، مزید کوئی معلومات نہیں ان کے بارے میں، اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں منظر عام پر آتا ہے۔ بڑا لمبا عرصہ ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں، پھر علیؓ کے عہد خلافت میں پیش آنے والی تمام لڑائیوں میں یہ حضرت علیؓ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور وفات کے سال کے بارے میں بھی سیرت کی کتابوں میں کچھ نہیں ملتا۔

(حبیب کبریاؐ کے تین سو اصحاب از طالب الہاشمی صفحہ 221، خلیفۃ بن عدی، القمر انٹرپرائزز لاہور 1999ء)

حضرت معاذ بن ماعص کی واقعہ بئر معونہ میں شہادت ہوئی۔ ان کے والد کا نام ناعص بھی بیان ہوتا ہے۔ ان کا تعلق خزرج قبیلہ زرقی سے تھا۔ بعض روایت کے مطابق آپ غزوۂ بدر اور احد میں شریک تھے اور بئر معونہ کے موقعہ پر شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ غزوۂ بدر میں زخمی ہو گئے تھے اور کچھ عرصہ بعد اسی زخم کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔

(اسد الغابۃ جلد 5 صفحہ 196، معاذ بن ماعص، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

آپ کے ساتھ آپ کے بھائی عائذ بن ماعص بھی غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔

(اسد الغابۃ جلد 3 صفحہ 147 عائذ بن ماعص، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

صلح حدیبیہ کے بعد جب عُیَینہ بن حصن نے غطفان قبیلہ کے ساتھ جنگل میں چرنے والی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں پر حملہ کیا اور حفاظت پر مامور ایک شخص کو قتل کر کے اونٹنیوں کو ہانک کر لے گیا اور شہید ہونے والے شخص کی بیوی کو بھی اٹھا کر لے گیا تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے آٹھ سواروں کو دشمن کے تعاقب میں بھیجا۔ ان آٹھ سواروں میں حضرت معاذ بن ماعص بھی شامل تھے۔

اس موقع پر ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان آٹھ سواروں میں حضرت ابوعیاش بھی شامل تھے۔ بھیجنے سے پہلے آپ نے حضرت ابوعیاش سے فرمایا کہ تم اپنا گھوڑا کسی اَور کو دے دو جو تم سے اچھا شہسوار ہے۔ ابوعیاش نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ کہتے ہیں یہ کہہ کر ابھی میں پچاس گز ہی چلا تھا کہ گھوڑے نے گرا دیا۔ ابوعیاش کہتے ہیں کہ اس پر میں بہت زیادہ فکرمند ہوا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اگر تم اپنا گھوڑا کسی اور کو دے دو تو بہتر ہے جبکہ میں کہہ رہا تھا کہ میں ان سب سے بہتر ہوں۔ پھر بنو زریق کے لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیاش کے گھوڑے پر معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص کو سوار کر دیا۔

(تاریخ الطبری جلد 3 صفحہ 113، 115، غزوۃ ذی قرد، دار الفکر بیروت 2002ء)

(سیرت ابن ہشام صفحہ 486 باب غزوہ ذی قرد مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

حضرت سعد بن زید الاشہلی ایک صحابی تھے۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو عبد الاشہل سے تھا۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ بعض کا خیال ہے کہ بیعت عقبہ میں بھی شریک ہوئے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ہاتھ بنو قریظہ کے قیدی بھیجے تھے۔ آپ نے ان کے بدلے میں نجد میں گھوڑے اور ہتھیار خریدے تھے۔

(اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 217–218، سعد بن زید بن مالک، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

روایت ہے کہ حضرت سعد بن زید نے ایک نجرانی تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دی تھی۔ آپؐ نے وہ تلوار حضرت محمد بن مسلمہ کو عنایت کر دی اور فرمایا تھا کہ اس سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور جب لوگ آپس میں اختلاف کرنے لگیں تو اس کو پتھر پر دے مارنا اور گھر میں گھس جانا

(اسد الغابۃ جلد 2 صفحہ 216، سعد بن زید الاشہلی، دار الفکر النشر والتوزیع بیروت 2003ء)

یعنی کسی بھی قسم کے فتنہ اور فساد میں شامل نہیں ہونا۔

اللہ کرے کہ ان باتوں پر عمل کرنے والے آجکل وہ مسلمان بھی ہوں جو ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں اور دنیا میں امن قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور ہمیں بھی نیکیاں کرنے اور قربانیاں کرنے اور اخلاص و وفا کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: 'شروطِ عمریہ' کی حقیقت از صفحہ 04

بقیہ: 'شروطِ عمریہ' کی حقیقت از صفحہ 04

اور مسلمان جرنیلوں نے جو معاہدے کئے وہ ان شرائط کے مطابق نہیں تھے۔ اور 200 سال کے بعد اس کے بعض خدو خال نظر آنے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی کتاب کا آخری فقرہ یہ ہے:

"The covenant was drawn up in the schools of law, and came to be ascribed, like so much else, to Umar I"

ترجمہ: اس معاہدے کو فقہ کے مدرسوں میں تیار کیا گیا اور بہت سی دوسری چیزوں کی طرح عمر اوّل کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

(THE CALIPHS AND THEIR NON-MUSLIM SUBJECTS-A Critical Study of the Covenant of'Umar-By A.S. Tritton, published by HUMPHREY MILFORD OXFORD UNIVERSITY PRESS LONDON BOMBAY CALCUTTA MADRAS 1930, p 5–18, 233)

کیا یہ شرم کا مقام نہیں کہ جب اس جیسی ضعیف اور بے اصل روایت سامنے آتی ہے جس کے نتیجہ میں اسلام پر اور ایک خلیفۂ راشد پر الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے دوسرے مذاہب سے وابستہ لوگوں کے بنیادی حقوق بھی سلب کر لئے تو غیر مسلم مگر انصاف پسند مغربی مصنفین خلیفۂ راشد کی معصومیت کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ روایات غلط ہیں۔ خلفائے راشدین کا سارا طرزِ عمل اس بات کی تردید کرتا ہے کہ وہ اس قسم کا ظلم کریں۔ اور دوسری طرف پاکستان کے نام نہاد علماء اپنی اغراض کے لئے اور جماعتِ احمدیہ کی دشمنی میں یہ اصرار کرتے ہیں کہ ہم نہیں مانیں گے یہی ایک روایت درست ہے اور نعوذ باللہ خلفائے راشدین یہ مظالم روا رکھتے تھے۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالت بجائے اس کی مذمت کرنے کے اپنے تفصیلی فیصلہ میں اسے نمایاں کر کے شامل کرتی ہے۔ اس طرح یہ لوگ خود اسلام کے دشمنوں کو اسلام پر اعتراض کا موقع فراہم کر رہے ہیں۔ عوام خود تو اس قسم کے معاملات میں تحقیق نہیں کر سکتے۔ یہ رویہ پاکستان کے عوام کو بھی یہی سکھا رہا ہے کہ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ پاکستان میں احمدیوں پر مختلف بہانوں سے ظلم تو روا رکھے ہی جا رہے ہیں، مگر خدا کے واسطے اس دشمنی میں اندھے ہو کر اسلام پر اور اسلامی تعلیمات پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین پر حملے کرنا تو بند کر دیں۔ اس صورتِ حال میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے اور جماعتِ احمدیہ کے ایک مخالف کا ہی شعر لکھنے کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان اب زبانِ حال سے کہہ رہا ہے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

☆...☆...☆

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات... از صفحہ 1

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات... از صفحہ 1

صاحب مرحوم) ہمراہ مکرم مبارک احمد وسیم (لندن) ابن مکرم کلیم احمد وسیم صاحب۔ 4۔ عزیزہ انعم یعقوب (سالفورڈ۔ یوکے) بنت مکرم یعقوب علی سدھو صاحب (لاہور) ہمراہ مکرم حسنین سعید ابن مکرم سعید احمد صاحب (لندن)۔ 5۔ عزیزہ اسماء یونس بنت مکرم محمد یونس صاحب (پالینڈ) ہمراہ مکرم عاصم افضل (لندن) ابن مکرم محمد افضل صاحب۔ 6۔ عزیزہ عافیہ منان (لندن) بنت مکرم عبد اللہ جاوید فاروقی صاحب (لاہور) ہمراہ مکرم عبد الصمد ڈار ابن مکرم عبد المجید ڈار صاحب (لندن)۔

❁ ...03 دسمبر بروز سوموار: حضور انور آج صبح اسلام آباد (ٹلفورڈ) تشریف لے گئے اور وہاں پر ہونے والی تعمیرات کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ ان تعمیرات میں مسجد، ملٹی پرپز ہال، دفاتر، رہائشی بلاک وغیرہ شامل ہیں۔ حضورِ انور ایدّہ اللہ نے نمازِ ظہر و عصر اسلام آباد میں پڑھائیں جس کے بعد واپسی ہوئی۔

شام کو فیملی ملاقاتوں کے بعد حضور انور مکرم نوید احمد بسراء ابن مکرم زاہد انور بسراء صاحب اور عزیزہ عمارہ احمد بنت مکرم تنویر احمد ججہ صاحب (جرمنی) کی دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے مسجد 'بیت الفتوح' تشریف لے گئے۔ حضورِ انور نے نمازِ عشاء مسجد بیت الفتوح میں پڑھائی اور اس کے بعد دعوتِ ولیمہ میں شرکت فرمائی۔

❁ ...04 دسمبر بروز منگل: حضورِ انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ ظہر و عصر کے بعد ایک تقریبِ نکاح کو برکت بخشی۔ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) نے نکاح کا اعلان کیا جبکہ حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے اختتام پر دعا کروائی اور فریقین کو مبارک باد کے ساتھ اپنی دعاؤں سے نوازا۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے پانچ روز دفتری جبکہ چھ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، امراء ممالک، بعض ممالک کی ذیلی تنظیموں کے صدور اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

اس ہفتہ کے دوران 102 فیملیز اور 66 احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 15 ممالک سے تھا جن میں امریکہ، کینیڈا، جرمنی، بیلجئم، ہالینڈ، آئرلینڈ، گیمبیا، نیوزی لینڈ، انڈیا، پاکستان، اور یوکے کے علاوہ بعض عرب ممالک سے آنے والے احباب شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

اسماء النبی ﷺ فی القرآن

حافظ محمد نصراللہ جان۔ مربی سلسلہ

قسط نمبر5

17۔ نَذِیْرٌ ﷺ:

قرآن کریم میں بار ہا آنحضرت ﷺ کو نذیر کے نام سے یاد فرمایا گیا۔ سب سے پہلے سورۃ البقرہ میں آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ (البقرۃ:120) ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر کے طور پر بھیجا ہے اور تجھ سے جہنّم والوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔ یعنی آپ ﷺ کا فرضِ منصبی صرف پیغام بخوبی پہنچا دینا ہے۔ پیغامِ الٰہی ماننے والوں کو خوشخبری دیں اور نہ ماننے والوں کو برے انجام سے ڈرائیں۔ دین میں کوئی جبر نہیں اس لئے آپ ﷺ کسی پرنگران اور وکیل نہیں نہ ہی کسی فرد کے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے اس عظیم الشان پیغام کو کوئی مانے یا نہ مانے، تکفیر کرنے والوں اور اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں جانے والوں کے متعلق آپ ﷺ سے جواب طلب نہیں کیا جائیگا۔

قرآن کریم میں کئی مقامات پر آپ ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کا مقصد ہی پیغام پہنچانا بتایا گیا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (الانعام:20) ترجمہ: اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں ڈراؤں اور ہر اُس شخص کو بھی جس تک یہ پہنچے۔ ایک اور جگہ فرمایا: تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ (یٰس:6-7) ترجمہ: بار بار رحم کرنے والے کی تنزِیل (ہے)۔ تاکہ تُو ایک ایسی قوم کو ڈرائے جن کے آباء واجداد نہیں ڈرائے گئے پس وہ غافل پڑے ہیں۔ بعض مقامات پر حصر کے ساتھ بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کی آمد کا مقصد صرف اِبلاغ ہے۔ فرمایا: اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (ہود:13) ترجمہ: تُو محض ایک ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

صحیح بخاری میں درج ہے کہ جب آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (الشعراء:215) نازل ہوئی تو آپ ﷺ کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور قبیلہ قریش کی ایک ایک شاخ کو بلایا اور کہا کہ مَیں تم لوگوں کو آنے والے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اس پر ابولھب نے آپ ﷺ کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے۔

(مفہوم حدیث از صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ)

اس کے بعد آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جگہ جگہ تشریف لے جا کر اللہ تعالیٰ کی پاک ہستی سے تعلق قائم کرنے کی دعوت دیتے اور تکذیب کی صورت میں عذاب الٰہی سے خوف دلاتے۔ کبھی صحن کعبہ میں، کبھی سرداران قریش کے پاس، کبھی حج کے ایام میں، کبھی عرب کے میلوں میں، کبھی قبائل کے پاس جا جا کر منادی دیتے اور پھر سفر طائف کا حال تو ہم سب جانتے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا ﷺ کو دعوت الی اللہ کی اس قدر تڑپ تھی کہ ہجرت مدینہ کے دوران سخت خوف کے ایام میں بھی راستہ میں ملنے والوں کو دعوت الی اللہ کی روایات ملتی ہیں۔ مدینہ پہنچ کر بھی اردگرد کے قبائل کو انذار وتبشیر فرماتے رہے۔ صحابہؓ پر مشتمل وفود قبائل کو بھی بھیجے جاتے تھے اور قبائل کے وفود خود بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے۔ واقعہ رجیع میں شہید ہونے والے صحابہؓ بھی دعوت الی اللہ کے لئے ہی تشریف لے جا رہے تھے۔

آپ ﷺ نذیر تھے لیکن قوم کے انکار اور سخت تکالیف دینے پر عذاب الٰہی کے مانگنے میں جلدی نہ کی۔ سفر طائف میں اہل طائف کے برے سلوک سے موزے بھی خون مبارک سے بھر گئے، شدید تکلیف کی حالت میں ایک باغ میں پناہ لی۔ فرشتے حاضر ہوئے اور پیشکش کی کہ آپؐ چاہیں تو اس بستی کو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالا جائے۔ لیکن رحمۃ للعالمین کی رحمت تکلیف پر غالب آئی اور ان کے ایمان کی دعا کی۔ صرف یہیں پر بس نہیں ہوا۔ فتح مکہ کے بعد اسی بستی طائف کا محاصرہ کیا۔ بیس دن سے زائد محاصرہ کر کے جب اہل طائف اس قدر تنگ آ گئے کہ کسی بھی وقت ہتھیار ڈال سکتے تھے، محاصرہ اٹھا لیا اور واپس چل دیئے۔ حضور ﷺ کی زندگی میں شاید یہ واحد موقع ہے جہاں آپ ﷺ نے خود ہی میدان جنگ سے فتح کے بغیر واپسی کی ہو۔ لیکن اس طریق کار سے ایسی فتح نصیب ہوئی کہ اہل طائف خود چل کر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ دنیا کا کوئی اور فاتح ہوتا تو ایسی بستی پر پہنچ کر اپنے پرانے زخموں کو یاد کرتا اور ان لوگوں کو عبرتناک سزا دیتا۔ لیکن آپ ﷺ کے رحمت بھرے انذار کا یہ پہلو کائنات نے نہ کبھی دیکھا تھا نہ دیکھے گی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی، جب اس کے اردگرد کا حصہ روشن ہو گیا تو پروانے اور کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو نہیں آئے اور آگ میں گرتے رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں آگ سے نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرے جاتے ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الانتہاء عن المعاصی)

آپ ﷺ کے انذار کی وجہ سے قوموں کی اصلاح اور تباہی سے بچنے کا منظر قرآن کریم اس طرح بیان فرماتا ہے: وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (آل عمران:104) ترجمہ: اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے ذریعہ ہی بنی نوع انسان کو تباہی سے بچایا۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل وہ اہل دنیا جو فسق و فجور اور ہر قسم کی برائی سے بھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ کے انذار اور پھر قوت قدسیہ کے زیر اثر ایسے ہو گئے کہ ان کی تعریف اصحابی کالنجوم (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں) کے الفاظ میں کی گئی۔

18۔ رَءُوْفٌ ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں 11 مرتبہ اس صفت کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے 10 مرتبہ اپنی ذات کے لئے اور ایک مرتبہ سورۃ التوبہ میں یہ صفاتی نام اپنے سب سے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے لئے استعمال فرمایا۔ رؤوف کے معنی نہایت مہربان کے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی شفقت اور مہربانیاں زندگی کے ہر پہلو میں نظر آتی ہیں۔ رسالت کے فرائض کی ادائیگی میں اس قدر مہربان ہیں کہ باری تعالیٰ باخع نفسك (اپنی جان کو ہلاک کر لینے والا) کہہ اٹھتا ہے۔ قرآن کریم آپ ﷺ کی مومنوں سے محبت و رأفت کے متعلق فرماتا ہے: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:7)

مؤلف **کان خلقه القرآن** لکھتے ہیں: ’’اگر قرآن کہتا ہے کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم کہ نبی مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ شفیق ہے یا زیادہ قریب ہے، زیادہ حقدار ہے تو عملی زندگی میں جہاں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ آپؐ کے صحابہؓ اپنی جانوں کے مقابلہ میں آپؐ پر جان و مال وتن بڑھ بڑھ کے نثار کرتے تھے وہاں آپؐ کی شفقت اور محبت اور رہنمائی اور مشورہ ان کے لئے ان کی اپنی زندگی میں زیادہ مفید اور بابرکت ثابت ہوتی۔ ایک بیوہ کو شادی کے متعدد پیغامات آتے ہیں۔ آپؐ ان سب کو ردّ کرتے ہوئے اس خاتون کے لئے ایک اور رشتہ کا مشورہ دیتے ہیں اور خاتون اس کو ناپسند کرتے ہوئے بھی آپؐ کا ارشاد قبول کر لیتی ہے اور پھر ساری عمر قابلِ رشک زندگی گزارتی ہے۔ ایک شخص کو تجارتی برکت کے لئے دعا دیتے ہیں اور وہ محاورۃً خاک بھی لیتا ہے تو اس میں بھرپور نفع کماتا ہے۔ ایک چھوٹی سی بچی کو لباس تحفہ دیتے ہوئے ابلی اخلقی کی دعا دیتے ہیں تو اس کو لمبی صحت مند عمر ملتی ہے۔ ایک بارہ تیرہ سال کے لڑکے کو خدمت کے طور پر پانی کی چھاگل بھر کر رکھنے پر گلے لگا کر دعا دیتے ہیں اللھم علمہ الکتاب تو 14 سو سال میں امت محمدیہ میں تفسیر کے موضوع پر لکھے جانے والی ہر کتاب میں ان کے علم تفسیر کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ایک موذی دشمن کے خلاف ایک نوجوان کو کمانڈر بنا کر بھیجتے ہیں۔ وہ عرض کرتا ہے حضور میں گھوڑے پر ٹک نہیں سکتا گھوڑے سے گر جاتا ہوں آپؐ اس کے سینہ پر اپنا دستِ مبارک مارتے ہیں اور نوجوان بیان کرتے ہیں کہ مَیں پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ ایک نوجوان نے نئی نئی شادی کی ہے وہ غزہ سے واپس گھر جانے کی کوشش میں ہیں مگر ان کا اونٹ چلنے کا نام نہیں لیتا۔ آپ ایک سوٹی کی نوک اس اونٹ کو لگاتے ہیں اور وہ اتنا تیز ہو جاتا ہے کہ سوار روکتا ہے اور اونٹ رکتا نہیں۔ ایک خاتون اپنے ہاتھ سے بُن کر ازار پیش کرتی ہیں۔ آپؐ ضرورت مند ہیں اس کو پہن کر تشریف لاتے ہیں کہ مانگنے والا آپؐ سے وہ مانگ بیٹھتا ہے۔ آپ کبھی سائل کو ردّ نہیں کرتے، اندر تشریف لے جاتے ہیں اور طے کر کے وہ لباس اس شخص کو بھجوا دیتے ہیں۔ مدینہ میں وبا پھیلتی ہے آپ ﷺ دارًا و دارًا و بیتًا و بیتًا گھر گھر اور کمرہ کمرہ میں تشریف لے جا کر بیماروں کی عیادت فرماتے ہیں۔ گلے کی تکلیف کی وجہ سے عرب کے لوگ بچوں کا جو علاج کرتے ہیں اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپؐ منع فرماتے ہیں کہ بچوں کو تکلیف کیوں دیتے ہو قسط سے علاج کرو۔ عرب کے لوگ گرم گرم لوہے سے داغ لگا کر علاج کیا کرتے تھے آپ کی شفیق و رحمدل طبیعت نے اپنے متبعین کو اس سے منع فرما دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا حضورؐ میں آپ سے بہت سے ارشادات سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلائی تو آپؐ نے جیسے دونوں ہاتھ بھر کر کوئی انڈیلتا ہے اس طرح میری چادر میں انڈیلا اور فرمایا اب چادر سمیٹ لو۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔ اس قسم کی شفقتوں سے آپ کی زندگی بھری پڑی ہے۔‘‘ (کان خلقہ القرآن حصہ اول صفحہ 36-37)

آیت قرآنی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران:160) ترجمہ: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گِرد سے دُور بھاگ جاتے پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر...

اس آیت میں آپ ﷺ کی شفقت اور رحمت کو خدا کا فضل بیان فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ خدا کی رحمت ہے کہ تُو ان پر نرم ہوا اور اگر تُو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 592 حاشیہ در حاشیہ نمبر3)

ایک غلام صحابی جن کا نام زاہر تھا، شکل وصورت بھی معمولی تھی گاؤں سے سامان لاتے تھے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے، بازار میں فروخت بھی کرتے تھے۔ حضور ﷺ ان سے بہت محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ بازار میں اپنا سودا بیچ رہے ہیں۔ آپؐ نے پیچھے سے جا کر بانہیں ان کی گردن میں ڈال دیں۔ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ کہنے لگے اے شخص! مجھے چھوڑ دو۔ پھر جو انہوں نے مڑ کر دیکھا تو انہیں پتہ چلا کہ حضورؐ ہیں تو وہ خوشی سے اپنی پُشت حضور کے جسم مبارک سے رگڑنے لگے۔ حضور ﷺ فرمانے لگے میرا یہ غلام کون خریدے گا؟ وہ بولا اے اللہ کے رسول! پھر تو آپؐ مجھے بہت ہی بے کار سودا پائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک تو تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔ تمہاری بڑی قدرو قیمت ہے۔ (مسند احمد جلد3 ص161)

آپ ﷺ کی رأفت اور رحمت کے مورَد صرف انسان ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ تو رحمۃ للعالمین تھے۔ جانوروں کے لئے بھی دعا کرتے نظر آتے ہیں اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ کہ اے اللہ اپنے بندوں کو بھی پانی عطا فرما اور اپنے بے زبان جانوروں کو بھی۔ اپنی رحمت کو پھیلا دے اور اپنی مردہ زمین کو زندہ کر دے۔

(ابوداود ابواب صلوۃ الاستقاء باب رفع الیدین فی الاستقاء)

آپ ﷺ کو اپنی امت کے کمزوروں کا اس قدر خیال تھا کہ وقت وفات بھی ان کے متعلق نصیحت فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت اور آخری پیغام جبکہ آپؐ جان کنی کے عالم میں تھے اور سانس اکھڑ رہا تھا۔ یہ تھا کہ۔ اَلصَّلٰوةُ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ‘‘ یعنی نماز اور غلام کے حقوق کا خیال رکھنا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب ھل أوصٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہترین خلاصہ ہے جو

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ یو کے 2018ء

.........از صفحہ 01

دینا چاہئے۔ اگر ہم کبھی بھی یہ طریق اختیار کریں گے تو اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے اور نہ صرف اس تعلیم کے خلاف چل رہے ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہے ہوں گے اور کبھی وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اور پھر اس کے علاوہ ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے جو فساد پیدا کرنے والا ہے، دنیا کا امن وسکون برباد کرنے والا ہے کیونکہ بدلہ لینے کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

ہاں جیسا کہ حدیث میں دنیاوی تدبیر کے بارے میں آتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں باندھنے کا بھی حکم ہے۔ (الجامع لشعب الایمان جزء ثانی حدیث 1161)۔ اس لئے ہم قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے دنیاوی وسائل بھی استعمال کرتے ہیں اور کرنے چاہئیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق ہے لیکن سب بھروسہ اور سب توکّل ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے اور اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو خود بخود پتہ چل جائے گا کہ کیا ہماری دعائیں اس نقطے پر یا اس کے قریب پہنچ رہی ہیں جو انقلاب لانے کا ذریعہ بنتی ہیں اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہوں اور ہم اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں جو پڑھا گیا کہ بیقرار کی دعا قبول کرتا ہوں۔

بہت سے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بڑی بیقراری سے دعا کرتے ہیں لیکن وہ نتیجے نہیں نکل رہے جو نکلنے چاہئیں تو کیا ایسے لوگوں کی بات کو ہم سچ قرار دیں۔ یقیناً لوگوں کی باتیں غلط ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے۔ پس اس بات کی تلاش کرنی ہوگی کہ کس طرح مُضطر بننے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ مضطر کے معنی کیا ہیں۔

مُضطر وہ ہے جو اپنے چاروں طرف مشکلات ہی مشکلات دیکھتا ہے اور کوئی دنیاوی اور مادی راستہ اسے ان مشکلات سے نکلنے کا نظر نہیں آتا اور ایسے میں صرف اسے ایک راستہ دکھائی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ اسے یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے ہی مجھے پناہ ملے گی اور کوئی ذریعہ پناہ کا باقی نہیں رہا۔ گویا مُضطر وہ ہے جس کے سب سامان کٹ جائیں، سب وسیلے ختم ہو جائیں اور کوئی وسیلہ نہ رہے۔ اس یقین سے اور اس بیقراری سے انسان دعائیں کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی اپنی بات پوری فرماتا ہے کہ وہ تکالیف اور مشکلات دور کر دیتا ہے۔ اور پھر یہ بھی شرط ہے کہ مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹا رہے۔ اس کیفیت اور حالت میں جب کہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آئے، یہ خیال نہ آئے کہ دنیاوی طریقے ہمیں بچا سکتے ہیں یا جیسا مخالف ہم سے کرتا ہے ہم بھی دنیاوی طریقے استعمال کر کے ویسا ہی کریں۔ نہیں۔ بلکہ ایسے حالات میں خدا تعالیٰ کو ہی ملجا اور ماوی سمجھیں۔ اس حالت کی دعا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْکَ۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب ما یقول اذا نام حدیث 6313)

اس دعا کا تشریحی ترجمہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح کیا ہے۔ بڑا خوبصورت ترجمہ ہے کہ ”اے خدا... تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں،... سوائے اس کے کہ میں سب طرف سے مایوس ہو کر اور آنکھیں بند کر کے تیری طرف آ جاؤں۔ تو لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ والی جو حالت ہے یہی اضطرار کی کیفیت ہے۔“ (خطبات محمود جلد 23 صفحہ 71 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 10 اپریل 1942ء)

جب خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ کہا ہے کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ملجا اور ماویٰ نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا منجأ قرار نہیں دیتا اس کو کسی اور ذریعہ سے نجات نہیں مل سکتی تو پھر وہ دعا ضرور سنی جاتی ہے۔

پس صرف رونے گڑگڑانے کا نام اضطرار نہیں اور نہ صرف رونا دعا کی قبولیت کی شرط ہے بلکہ پورا توکّل اور آسرا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہونا اور اس کے لئے اضطراری کیفیت قبولیت کی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رأفت اور رحمت کو جوش میں لانا ضروری ہے۔ حدیث میں جو آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری طرف ایک قدم بڑھاتا ہے اس کی طرف دو قدم بڑھاتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے مَیں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ایحذرکم اللہ نفسہ حدیث 7405)

تو اس کے لئے وہ کیفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور مستقل دعاؤں کی ضرورت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و رأفت کو جوش میں لایا جائے اور وہ ہماری طرف دوڑ کر آئے۔ اگر ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو نہ سیاستدان ہمارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ نام نہاد علماء، نہ سرکاری افسران جو ہم پر پاکستان میں خاص طور پر اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی بعض جگہ مشکلات کھڑی کرتے ہیں یا تنگ کرتے ہیں یا ہم پر زمین تنگ کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی قبولیت کے مضمون کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”وہ وہی قادر خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے اور امیدواروں کو نا اُمید نہیں کرتا اور جو شخص اس کی پناہ چاہتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی کو حمد اور جلال اور عظمت ہے۔ اور اس کے نشانوں پر نظر ڈال کر حیرت دامنگیر ہوتی ہے اور آنکھیں چشم پُر آب ہو جاتی ہیں“۔

(نجم الہدیٰ، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 142)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یاد رکھو کہ خدا بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ“ (الحکم جلد 12 نمبر 16 مورخہ 29 فروری 1908ء صفحہ 5)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ”جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اُس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 239)

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے بارے میں ارشاد کی حقیقت اور یہ ہے دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنی حالت کو بنانے کا طریق جسے ہمیں مستقلاً اختیار کرنے اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔

الٰہی جماعتوں پر امتحان، مشکلات اور مصائب کے دَور آتے ہیں لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دعاؤں سے اس کیفیت سے مومنوں کو نکالتا ہے اور نہ صرف نکالتا ہے اور تکالیف دور کرتا ہے بلکہ زمین کا وارث بھی بناتا ہے۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب کے تلاش کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایمان و ایقان میں ترقی کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو مضطر بنانے کی ضرورت ہے اور جتنی جلدی من حیث الجماعت ہم اپنی یہ حالت بنائیں گے اتنی جلدی ہی دشمن کو ختم ہوتے اور ہوائیں اڑتے دیکھیں گے۔

بعض دن اور ماحول بعض چیزوں کے لئے سازگار ہوتے ہیں۔ آج کل جلسہ کے یہ دن بھی ہمیں اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں اور عملی طور پر بھی ہمیں اپنی حالتوں میں یہ کیفیت پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں کہ ان دنوں میں خاص طور پر ہر بڑا چھوٹا مرد عورت دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ اپنا وقت فضول باتوں میں ضائع کرنے کے بجائے دعاؤں میں وقت گزاریں۔ نمازوں اور نوافل کے علاوہ چلتے پھرتے ذکر الٰہی کی طرف توجہ دیں۔ قرآنی دعاؤں کی طرف توجہ دیں۔ مسنون دعاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا ورد کرتے رہیں۔ ایک اضطراب اور اضطرار کی کیفیت اپنے اندر پیدا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جلد سے جلد اور پہلے سے بڑھ کر اترتا دیکھیں۔ دشمن کو تو اپنی طاقت اور اپنی اکثریت اور اپنی حکومت پر گھمنڈ ہے لیکن ہم ان حالات میں خالص ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا ملجا و ماویٰ بنائیں۔

اس وقت میں بعض دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا جن کو یہ یاد ہیں وہ علاوہ اور دعاؤں کے ان کو بھی سامنے رکھیں۔ اسی طرح باقی افراد بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، زیادہ وقت جو بھی دعائیں یاد ہیں انہیں دل میں پڑھتے رہیں۔ ذکر الٰہی کرتے رہیں اور درود شریف بھی ان دنوں میں بہت پڑھیں۔ جماعت کے خلاف جو دشمنی ہے وہ تو ہے ہی، آج کل پھر اس کے علاوہ بھی اس سے بھی بڑے صدمے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں اور استہزاء کیا جا رہا ہے اور ایسی حرکتیں کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مخالفین کے شر ان پر الٹائے۔ اس کے لئے درود شریف بھی بہت زیادہ پڑھیں۔ تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا اس وقت مَیں بعض دعائیں ان کی مختصر وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھوں گا تا کہ ان دعاؤں کا کچھ اِدراک بھی ہو اور صرف منہ ہی سے نہ پڑھ رہے ہوں بلکہ ان کو پڑھتے ہوئے اضطرار اور اضطراب بھی پیدا ہو۔ یہ پیدا کرنے کے لئے ان دعاؤں کے مطالب اور معانی بھی سامنے ہونے چاہئیں۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے جو سب سے ضروری چیز ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا بھیجا جانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعا تم مجھ پر درود بھیجے بغیر کرتے ہو وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہو جاتی ہے، وہیں رک جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جزء 6 سورہ الاحزاب زیر آیت 56)

پس عرش کو ہلانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی محبت کو، اس کی رحمت کو، اس کی رأفت کو جوش میں لانے کے لئے دعاؤں میں سب سے زیادہ ضروری دعا درود شریف ہے جس کا ورد کرتے رہنا چاہئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم تو خود اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب:57) یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”درود شریف کے فضائل اور تاثیرات اس قدر ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ اس کا عامل نہ صرف ثوابِ عظیم کا مستحق ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی معزز اور مؤقر ہوتا ہے“۔ (سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم روایت نمبر 1083)

پھر آپ نے درود شریف کی اہمیت اور اس کے پڑھنے کے طریق اور اس کی برکات اور اس کی روح کے بارے میں اپنے ایک خط میں جو میر عباس علی شاہ صاحب کو لکھا تھا یہ نصیحت فرمائی کہ

”آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اُس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اُس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیّت کے بے انتہا ہیں (سب سے زیادہ جو اللہ تعالیٰ کے فیضان ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہیں) اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔ مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔ (دنیاوی فوائد اٹھانے کے لئے درود شریف نہیں پڑھنا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و برکات بھیجنے کے لئے درود شریف پڑھنا ہے۔) دوسرے اَوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں۔“ (یعنی کہ دوسری دعائیں بھی پڑھتے رہیں۔)

(مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 534-535 مکتوب نمبر 18 بنام میر عباس علی شاہ سن شائع شدہ 2008ء)

کون سا درود شریف پڑھنا چاہئے؟ اور کیسی کیفیت

اس کے لئے پیدا ہونی چاہئے؟ اس کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں :

''درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔''

فرماتے ہیں ''غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضرور نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقّت اور بےخودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔'' (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 526 مکتوب نمبر 13 بنام میر عباس علی شاہ)

پس دلی جوش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کو یاد کر کے درود شریف پڑھا جائے تبھی رقت اور بےخودی پیدا ہو گی اور تبھی مضطر والی حالت پیدا ہو گی۔

درود شریف میں جو ایک دفعہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ اور دوسری دفعہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کی حکمت اور گہرائی کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر بڑی خوبصورت وضاحت فرمائی اور اگر یہ معنی سمجھ آ جائیں تو یہ سامنے رکھتے ہوئے مزید گہرائی سے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

آپ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا کہ ''درود شریف سب مسلمان پڑھتے ہیں مگر اس کا اصل مفہوم اکثر نہیں سمجھتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے درود پڑھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے اور ان کے اپنے ایمان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ (یعنی پڑھنے والے کے ایمان کو کیا فائدہ پہنچتا ہے یا ہو سکتا ہے) ایک بچہ روپے، ہیرے، جواہر کی قدر نہیں کرے گا مگر روٹی کے ٹکڑے کو منہ میں ڈال لے گا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اس وقت میں درود کے ظاہری الفاظ کو لے کر ان کی خوبی سناتا ہوں۔ درود میں صَلِّ پہلے رکھا ہے اور بَارِکْ بعد میں۔ مسلمانوں کو شاذ ہی خیال آیا ہو گا کہ صَلِّ پہلے کیوں اور بَارِکْ بعد میں کیوں ہے اور اس ترتیب میں خوبی کیا ہے؟ جو شخص غور کرے گا اور علم سے اس پر نگاہ ڈالے گا اس پر اس کی حقیقت ظاہر ہو جاوے گی۔ عربی میں صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے معنی ہوئے اے اللہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کر۔ اب دعا دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ شخص دعا کرتا ہے جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ وہ دوسرے سے التجا کرتا ہے۔ جیسے ماں باپ یا دوست سے مدد طلب کرنا۔ اور دوسرے اس شخص کی دعا ہوتی ہے جس کا اپنا اختیار ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ وہ خود عطا کر دیتا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ بادشاہ ہے...''۔ یہاں جو فرمایا کہ اے اللہ تُو دعا کر تو ''...خدا تعالیٰ بادشاہ ہے۔ کبھی مانتا ہے کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دعا کے معنی ہیں کہ وہ ہوا، پانی، زمین، پہاڑ غرضیکہ سب مخلوق کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی تائید کرو۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ کے یہ معنی ہوئے کہ اے اللہ تُو ہر ایک نیکی اور بھلائی اپنے رسول کے لئے چاہ۔ ایک ہی دفعہ کا پڑھا ہوا درود اگر قبول ہو جاوے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ورنہ انسان جو دعا خود تجویز کرے گا'' وہ کامل دعا نہیں ہو سکتی بلکہ اس میں نقص ہو گا۔ وہ ناقص ہو گی۔ ''بندہ اپنی عقل سے جو چاہے گا وہ ضرور ناقص ہو گا۔ اس لئے بندہ خدا تعالیٰ سے کہتا ہے کہ تُو چاہ۔ کیونکہ تیرا علم کامل ہے۔

بَارِکْ بَرَکَ سے نکلا ہے اس کے معنی اکٹھا ہونا، جمع ہونا ہیں۔ اس لئے بِرْکَۃ تالاب کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ کے معنی ہوئے اے اللہ تُو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی رحمتیں، فضل اور انعامات جو تو نے ان پر کئے ہیں ان کو اتنا بڑھا کہ سارے جہاں کی رحمتیں اور برکتیں ان پر اکٹھی ہو جاویں۔ (پس) صَلِّ بطور بیج کے ہے اور بَارِکْ اس سے بڑھ کر ترقی ہے۔''۔ (خطبات محمود جلد 7 صفحہ 77-78 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 22 جولائی 1921ء)۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے چاہا جو نیکی اور بھلائی اور ترقی کا بیج ہے اس پر اب ایسے پھل لگتے چلے جائیں کہ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔

اس طرح بھی اس کو سمجھا جا سکتا ہے اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی دعا کا یہ معنی بھی ہے کہ اے اللہ! تُو اس دنیا میں محمدؐ کا ذکر بلند کر کے اور ان کے پیغام کو کامیابی اور غلبہ عطا فرما کر اور ان کی شریعت کے لئے بقا اور ہمیشگی مقرر کر کے عظمت عطا فرما۔ جبکہ آخرت میں ان کی اُمّت کے حق میں شفاعت کو قبول فرما کر اور ان کے اجر و ثواب کو کئی گنا بڑھا کر دینے کے ذریعہ سے انہیں عظمت سے ہمکنار فرما۔ اسی طرح اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تو نے جو بھی عزت و عظمت اور عظیم شان اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدر فرمائی ہوئی ہے اس کو ان کے لئے قائم فرما اور اسے ہمیشگی اور دوام بخش۔

یہ ترتیب ہے جو نہایت اعلیٰ ہے اور بالکل کامل ہے۔ پس اس حقیقت کو سمجھ کر جب ہم درود پڑھیں گے تو ان دعاؤں اور برکات سے ہمیں بھی حصہ ملتا رہے گا اور جب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود پہنچائے گا تو آپ کی دعائیں بھی ہمیں پہنچیں گی۔ آج دشمن آپ کے خلاف دریدہ دہنی کر رہا ہے تو یہی اس کا حقیقی جواب ہے کہ زیادہ سے زیادہ درود پڑھا جائے۔

اب مَیں بعض اور دعائیں بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بعض دعائیں اکثر لوگوں کو یاد ہوں گی اس لئے آسانی سے ان کا ورد بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جب دعا سکھائی ہے تو اس لئے کہ جب مومن کے دل سے یہ دعا نکلے تو انہیں قبول بھی فرمائے۔ قرآنی دعا یہ ہے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران :9) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی صفت وَھّاب کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جو انسان کی حالت اور عمل کے مطابق دیتا ہے اور جو بے انتہا دینے والا ہے اور اعلیٰ رنگ میں دینے والا ہے۔ یہ بڑی ضروری اور اہم دعا سکھائی گئی ہے۔ اس میں اس

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء سے افتتاحی خطاب فرما رہے ہیں

حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اکثر ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل عطا ہوتے ہیں لیکن وہی انسان کی اپنی کمزوریوں اور بدقسمتی سے اس کے لئے ٹھوکر اور بگاڑ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کا غلط استعمال کرنے لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کو غلط معنی پہناتے ہیں اور نتیجۃً اپنی تباہی کے سامان کر لیتے ہیں۔ جس طرح بعض پہلے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہوشیار کیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے بچنے کی کوشش بھی کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی غلطیاں کرنے سے بچائے۔

اس دعا میں ایک لحاظ سے یہ پیشگوئی بھی ہے کہ مسلمانوں کا ایسی باتوں کی طرف رجحان اور میلان ہو جائے گا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں اور مسائل کو لے کر وہ اس انتہا پر چلے جائیں گے کہ اصل اور واضح تعلیم کو بھلا دیں گے۔

روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستقل اس دعا کو پڑھا کرتے تھے (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب یا مقلب القلوب حدیث 3522) اور آپ کے اس دعا کے پڑھنے کا مطلب ہی یہ تھا کہ آپ صحابہ سے بھی یہ امید رکھتے تھے کہ وہ یہ دعا پڑھا کریں۔ یقیناً اس سے بڑھ کر کوئی بدقسمتی نہیں کہ کوئی شخص ہدایت پائے اور پھر اپنے صحیح راستے سے بھٹک جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حاصل کرنے والا بن کر اس کی ناراضگی کا مورد بن جائے۔ بدقسمتی سے آجکل ہم مسلمانوں میں اکثریت میں یہ حالت دیکھتے ہیں کہ چھوٹے اور فروعی مسائل اور باتوں نے انہیں واضح اور حقیقی تعلیم سے دور کر دیا اور اس پر آجکل کے نام نہاد علماء مزید کام کر رہے ہیں کہ فرقہ بندیوں بلکہ فرقہ در فرقہ بندیوں نے دلوں کو پھاڑ دیا ہے جس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا ہے۔ بے رحمانہ طور پر معصوموں اور بچوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ ان کا خون کیا جا رہا ہے۔ وہ تمام افضال اور نعمتیں جو مسلمانوں کا خاصہ تھیں ان سے محروم ہیں اور انہی باتوں نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو ماننے سے بھی محروم رکھا ہوا ہے۔

پس احمدیوں کو خاص طور پر یہ دعا کرنی چاہئے کہ حالات کی مشکل کی وجہ سے کہیں کسی کا دل ٹیڑھا نہ ہو جائے اور ٹیڑھا ہو کر پھر ان برکات سے محروم نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کی ہوئی ہیں۔

اس دعا اور آیت کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید صاحبؓ کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے ان کو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے مگر میرا ایک خدا ہے اس لئے میں امیر سے نہیں ڈرتا۔ اور جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے (صاحبزادہ صاحب نے) فرمایا کہ اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتھکڑیوں کی برداشت کر لو گے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے؟ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے (صاحبزادہ صاحب نے) نصیحت کی کہ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدے پر مَیں ہوں چاہئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔ بحث کے وقت علماء نے پوچھا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اس کے امور میں بہت غور کی ہے۔ اس کی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلاشبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ تب مُلّانوں نے شور کر کے کہا کہ وہ کافر اور تُو بھی کافر ہے اور ان کو امیر کی طرف سے بحالت نہ توبہ کرنے کے سنگسار کرنے کے لئے دھمکی دی گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب میں مروں گا تب یہ آیت پڑھی۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران :9)۔'' پھر آپ نے اسی کا ترجمہ فرمایا کہ ''یعنی اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اس کے جو تُو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تُو ہی بخشتا ہے۔'' (علامات المقربین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 126-127)

پس ایمان کی مضبوطی اور حالات کا مقابلہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بننے کے لئے یہ دعا بہت ضروری ہے۔ یہ تو ایمان پر قائم رہنے کا ایک انتہائی اعلیٰ معیار تھا جو حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے دکھایا لیکن بعض دفعہ چھوٹے معاملات بھی ایسے آ جاتے ہیں جب انسان کا ایمان ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے اس لئے ایسے حالات سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ دعا بہت ضروری ہے۔

گناہوں سے بخشش، ثابت قدم رہنے اور کافر قوم کے خلاف مدد اور نصرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا

سکھائی ہے۔

پھر ایک دعا ہے کہ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔ (آل عمران:148) اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

اس دعا کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’سورۃ آل عمران میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھلائی ہے اور وہ یہ ہے: رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا۔ یعنی اے ہمارے خدا ہمارے گناہ بخش اور جو اپنے کاموں میں ہم حد سے گزر جاتے ہیں وہ بھی معاف فرما۔ پس ظاہر ہے کہ اگر خدا گناہ بخشنے والا نہ ہوتا تو ایسی دعا ہرگز نہ سکھلاتا۔‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 25)

انسان کمزوریوں کا پُتلا ہے۔ بہت سے معاملات میں کمزوریاں بلکہ گناہ سرزد ہو جاتے ہیں اور اس زمانے میں جب دنیا کی چمک انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور قدم قدم پر شیطان مورچے لگا کر بیٹھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی مدد سے ہی انسان گناہوں سے بچ سکتا ہے۔ ذاتی برائیاں بعض دفعہ جماعتی برائیاں بن کر ترقی میں روک بن جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنی حدود کے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم رہنے سے بچنے کی یہ دعا سکھائی ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ دعا سکھلانے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنی زیادتیوں اور گناہوں کا احساس ہونے پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ انسان بغیر احساس کے گناہ کرتا چلا جائے۔ پھر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مومنین کو ایک دوسرے کے لئے دعاؤں سے مدد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی انفرادی غلطیاں اور کمزوریاں جماعتی غلطیاں اور کمزوریاں بن کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم نہ کر دیں اور کافر اور مخالفین ہم پر زیادتیوں میں بڑھتے نہ چلے جائیں۔ بلکہ ہم مِن حیث الجماعت تجھ سے مانگتے ہیں کہ ہماری ذاتی کمزوریوں اور گناہوں کو بھی بخش دے اور جماعتی کمزوریوں اور زیادتیوں کو بھی معاف فرما اور دشمن کے خلاف ہماری مدد فرما۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دعا سکھائی جو استغفار کرنے، اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنے اور رحم مانگنے کے لئے ہے اور وہ دعا ہے : رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (الاعراف:24) کہ اے ہمارے ربّ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ہی ظلم ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم اور کریم ہے۔ بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (الاعراف:24)‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔‘‘ (البدر جلد 1 نمبر 9 مورخہ 26 دسمبر 1902ء صفحہ 66)

آج کل جس قدر شیطان کے حملے ہیں اس کی انتہا کوئی نہیں نظر آتی۔ ہر طرف سے دائیں بائیں آگے پیچھے سے شیطان حملے کر رہا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا ہر عضو شیطان کے حملوں کی زد پر ہے۔ پس ایسے حالات میں استغفار کی بہت ضرورت ہے اور ہمارے سپرد جو کام ہوا ہے اس کے لئے تو قدم قدم پر اور لحہ لحہ اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ دنیا کی رہنمائی، دجال کے حملوں سے بچنے اور اس پر غالب آنے کے لئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاص مدد ہی کام آ سکتی ہے جس کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے بخشش اور رحم طلب کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دعا ایسی شے ہے کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اُس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا۔ آخر شیطان پر آدمؑ نے فتح بذریعہ دعا کے پائی۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (الاعراف:24) اور آخر میں بھی دجّال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہے۔ گویا اوّل بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے۔ حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے۔ تمام اسلامی طاقتیں کمزور ہیں اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کر سکتی ہیں۔ اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہیں، آسمانی حربہ کی ضرورت ہے۔‘‘ (البدر جلد 2 نمبر 10 مورخہ 27 مارچ 1903ء صفحہ 77)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا کے پڑھنے کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ :202) اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں اور اُسے اس جہان میں اور آنے والے جہان دونوں میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اے ہمارے ربّ ہمیں اس دنیا میں بھی آرام اور آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔‘‘

آپ فرماتے ہیں: ’’دیکھو دراصل رَبَّنَاۤ کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ رَبَّنَاۤ کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اُس نے پہلے بنائے ہوئے تھے اُن سے بیزار ہو کر اس ربّ کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔‘‘

پس جب رَبَّنَاۤ کہتے ہیں تو دل سے نکلنا چاہئے یہ سوچنا بھی چاہئے کہ سب ربّ چھوڑ دیئے۔ ایک ہی ربّ کے پاس میں آیا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ’’ربّ کہتے ہیں بتدریج کمال کو پہنچانے والے اور پرورش کرنے والے کو۔ اصل میں انسان نے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے ربّ ہوتے ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوّت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی ربّ کے آگے سرنیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَاۤ کی پُردرد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانہ پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی ربّ کو نہیں سمجھا۔ پس جب ایسی دلسوزی اور جان گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَاۤ یعنی اصلی اور حقیقی ربّ تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانہ پر آتا ہوں۔‘‘

پھر آپ فرماتے ہیں ’’ایسے لوگ جن کو اپنی ہی حیلہ بازیوں پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے ان کو خدا سے استعانت اور دعا کرنے کی کیا حاجت ہے؟‘‘ فرماتے ہیں ’’دعا کی حاجت تو اسی کو ہوتی ہے جس کے سارے راہ بند ہوں اور کوئی راہ سوائے اس در کے نہ ہو۔ اسی کے دل سے دعا نکلتی ہے۔ غرض رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً۔ ایسی دعا کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا ربّ جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ اُن کے ربّ کے سامنے اَور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں‘‘۔ فرمایا ’’آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں بھی ہزاروں طرح کی آگ ہے۔ تجربہ کار جانتے ہیں کہ قسم قسم کی آگ دنیا میں موجود ہے۔ طرح طرح کے عذاب، خوف، حزن، فقر و فاقے، امراض، ناکامیاں، ذلّت و ادبار کے اندیشے، ہزاروں قسم کے دکھ اولاد بیوی وغیرہ کے متعلق تکالیف اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملات میں الجھن۔ غرض یہ سب آگ ہیں۔ تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا۔ جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسان کے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 187 تا 190)

ان قرآنی دعاؤں کے علاوہ دو اور دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ عموماً لوگوں کو یاد بھی ہیں۔ ان میں سے ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا ہے اور دوسری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا دشمن کے شر سے بچنے کے لئے اور کامیابیوں کے لئے۔

جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔ حدیث میں آتا ہے ابو بردہ بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَنَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ۔ اے اللہ ہم تجھے ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ طلب کرتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما حدیث 1537)

آجکل خاص طور پر بعض ملکوں میں، جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا، جماعت کو خطرات کا پہلے سے زیادہ سامنا ہے۔ حکومت بھی اور عدلیہ بھی اور نام نہاد علماء بھی ہمارے خلاف ہیں اور ہر ذریعہ نقصان پہنچانے کا اپنے اختیارات کے تحت استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ پس ایسے حالات میں ہمارے لئے کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے، اس کے ختم ہونے کے لئے دعائیں کریں۔ نوافل میں بھی اور چلتے پھرتے بھی دعائیں کریں۔ ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے، کوئی طاقت نہیں ہے لیکن یہ دعا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے یقیناً یہ دشمن کے شر ان پر الٹا کر ان کو ختم کرنے کی طاقت رکھتی ہے بشرطیکہ سچے دل کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھتے ہوئے ہم یہ دعا کریں۔ یقیناً ہماری دعائیں پھر دنیا کے لئے عبرت کا موجب بن جائیں گی۔ دنیا عبرت حاصل کرنے والی ہو گی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی ایک دعا ہے جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ دعا القاء ہوئی ہے یعنی رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ۔

آپ اس کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ ایسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر مَیں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک اُن میں سے میری طرف آیا تو مَیں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں۔ (اس سے نہیں بچا جا سکتا) خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے (یعنی بیل نے) اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ مَیں نے اُس وقت غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر مَیں نے پھر کر نہ دیکھا۔ (مڑ کر نہ دیکھا) اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی۔ رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ۔ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ۔ (یعنی اے میرے ربّ پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما) اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہو گی‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’ایک آریہ میرے پاس دوا لینے آیا کرتا ہے۔ میں نے اسے یہ خواب سنائی تو اس نے کہا کہ مجھے بھی لکھ دو۔ میں نے لکھ دیا اور اس نے یاد کر لیا۔‘‘ اخبار میں لکھنے والے نے لکھا ہے، رپورٹ دینے والے نے اس موقع کی بات لکھی ہے کہ ’’مغرب کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس تشریف لے گئے اور کوئی ایک گھنٹے بعد مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ آج جو خواب میں الہام سے کلمات بتلائے گئے ہیں میں نے ارادہ کیا ہے کہ اُن کو نماز میں دعا کے طور پر پڑھا جائے اور میں نے خود تو پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 264-265)۔ اور جماعت کو بھی کہا کہ آپ پڑھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے...‘‘ پھر ’’میں اس دعا کو

اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا۔ آپ بھی پڑھا کریں۔

فرمایا کہ اس میں بڑی بات جو سچی توحید سکھاتی (ہے) یعنی اللہ جلّ شانہٗ کو ہی ضارّ اور نافع یقین دلاتی ہے، یہ ہے کہ اس میں سکھایا گیا ہے کہ ہر شے تیری خادم ہے یعنی کوئی موذی اور مضر شے تیرے ارادے اور اِذن کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں کرسکتی۔'' (الحکم جلد 6 نمبر 44 مورخہ 10 دسمبر 1902ء صفحہ 10)

دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو رحمانیت کا خاصہ یہی ہے کہ وہ رحیمیت سے فیض اٹھانے کے قابل بنادے اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ فرمایا یہ نری لفاظی نہیں ہے بلکہ انسانی شرف اسی کا متقاضی ہے۔ مانگنا انسانی خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا جو نہیں مانتا وہ ظالم ہے۔ دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے ہی سے پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔'' فرمایا کہ ''بات یہ ہے کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا میں یہ مقصود ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتمّ کر اور پھر یہ کہہ کر کہ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ اور بھی صراحت کردی کہ ہم اس صراط کی ہدایت چاہتے ہیں جو منعم علیہ گروہ کی راہ ہے اور مغضوب گروہ کی راہ سے بچا جن پر بداعمالیوں کی وجہ سے عذاب الٰہی آ گیا اور اَلضَّآلِّیۡنَ کہہ کر یہ دعا تعلیم کی کہ اس سے بھی محفوظ رکھ کہ تیری حمایت کے بدوں بھٹکتے پھریں۔'' (الحکم جلد 5 نمبر 33 مورخہ 10 ستمبر 1901ء صفحہ 1–2)

آپ فرماتے ہیں: ''بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ آیا منہ سے کہہ دیا۔ اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ دعا نِری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے۔ (کہ منتر پڑھ لیا کوئی دل سے نہ نکلی آواز) نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔

یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے۔ اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری وابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جاوے۔ اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 406)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کو ان کا حق ادا کرتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان تین دنوں میں خاص طور پر جیسا کہ میں نے کہا اور پھر ہمیشہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے۔ ہمیں دین پر قائم رکھے۔ ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرے اور جماعت کی ترقیات کے نظارے ہمیں پہلے سے بڑھ کر دکھاتا چلا جائے۔ دشمن کے ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

... .

ایک بات مَیں اَور کہنا چاہتا ہوں۔ دوپہر کو جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے کہا تھا کہ یہاں آجکل زمینوں پہ خشک گھاس کی وجہ سے آگ کی کسی قسم کی چیز استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ اور جو سگریٹ پینے والے جو ہیں وہ بھی خاص طور پر احتیاط کریں اور حدیقۃ المہدی کے حدود میں نہ پیئیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ باہر جا کے پیئیں۔ اب اردگرد ہمسایوں کی بھی زمینوں پہ وہی حالت ہے اور وہاں کوئی انتظام بھی نہیں ہے اس لئے ہمسائے کا بھی حق ہے۔ اس لئے کوشش یہی کریں کہ اگر کسی میں یہ برائی ہے تو ان تین دنوں میں اس برائی کو چھوڑنے کی بھی کوشش کریں اور کہیں میری بات سے یہ لائسنس نہ لے لیں کہ حدیقۃ المہدی میں نہیں پینا باہر جا کر جیسے مرضی پیتے رہیں۔ باہر ہمسایوں کی گراؤنڈز میں جا کے ان کے فارم پہ جا کے بالکل استعمال نہیں کرنا خاص طور پہ احتیاط کریں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

☆...☆...☆

بقیہ: حضورِ انور کا دورۂ امریکہ و گوئٹے مالا 2018ء

.........از صفحہ 20

صبح سے ہی اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے جماعت کے سینٹر مسجد ''بیت الصمد'' پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ بالٹی مور کی مقامی جماعت کے علاوہ اِردگرد کی جماعتوں سے احباب بڑی کثرت سے پہنچے تھے۔ بعض احباب تو بڑی دور کی جماعتوں سے دو دو تین تین ہزار میل کا بڑا لمبا سفر طے کر کے آئے تھے۔ حضورِ انور کا استقبال کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار آٹھ صد کے لگ بھگ تھی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے نعروں کا جواب دے رہے تھے۔

مسجد ''بیت الصمد'' کا معائنہ وافتتاح

حضورِ انور نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد سے ملحقہ لابی (lobby) میں تشریف لے آئے اور تصاویر کی نمائش کا معائنہ فرمایا۔ اِس لابی میں مختلف حصوں میں دیوار پر تصاویر آویزاں کی گئی ہیں۔

تصاویر کی اس نمائش کے پانچ حصے ہیں۔ پہلا حصہ مسجد بیت الصمد کی تصاویر اور امریکہ میں تعمیر ہونے والی بعض دوسری مساجد کی تصاویر پر مبنی ہے۔

دوسرا حصہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی تعمیر ہونے والی بعض مساجد کی تصاویر پر مبنی ہے۔

تیسرا حصہ جماعت احمدیہ امریکہ کی مختصر تاریخ نیز جماعت احمدیہ امریکہ کے فلاحی پروگراموں کی تصاویر پر مشتمل ہے۔

چوتھا حصہ خلفائے احمدیت کے امریکہ کے دورہ جات جبکہ پانچواں حصہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مختلف اقوام اور ممالک کے لیڈران کی ملاقات اور حضورِ انور کے مختلف ممالک میں ایڈریسز کی تصاویر پر مشتمل ہے۔

نمائش کے معائنہ کے دوران ہی بالٹی مور میں مقیم ایک پرانے افریقن امریکن احمدی نے حضورِ انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ موصوف نے 1960ء میں بیعت کی تھی۔ موصوف نے امسال جلسہ سالانہ یوکے پر آنے کا پروگرام بنایا تا کہ زندگی میں ایک دفعہ حضورِ انور سے مل سکیں لیکن اپنی بیماری اور تکلیف کے باعث سفر کے قابل نہ ہو سکے۔ آج اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش ان کے گھر میں پوری کردی۔ موصوف بہت خوش تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

بعد ازاں حضورِ انور مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضورِ انور نے عمارت میں موجود کچن اور ڈائننگ ہال کا بھی معائنہ فرمایا۔ آخر پر حضورِ انور نے مسجد کے بیرونی حصہ کا بھی معائنہ فرمایا اور صدر صاحب جماعت بالٹی مور ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب سے اس تعمیر پر ہونے والے اخراجات کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔ جس پر موصوف نے عرض کیا کہ چرچ کی عمارت کی خرید اور اس کی renovation کر کے مسجد کی عمارت میں تبدیل کرنے پر بیس لاکھ ڈالر کے لگ بھگ خرچ ہوئے ہیں۔ اس کے بہت سے حصے بعض تبدیلیوں کے ساتھ نئے سرے سے تعمیر کئے گئے ہیں۔

یہ عمارت اگست 2015ء میں خریدی گئی۔ جنوری 2017ء سے نومبر 2017ء تک اسے renovate کر کے اور بعض حصے نئے سرے سے تعمیر کر کے مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا۔

مسجد کا کل مسقّف حصہ 13 ہزار مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ مردوں اور عورتوں کے نماز پڑھنے کے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں۔ جن میں چار صد کے لگ بھگ لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

اس مسجد کے احاطہ میں دو طعام گاہیں، دفاتر، دو کانفرنس رومز، دو لائبریریاں، ایک کمرشل کچن، ایک ریگولر کچن کے علاوہ چار کلاس رومز بھی موجود ہیں جہاں بچوں کی تعلیمی وتربیتی کلاسز ہوتی ہیں۔ ایک اعلیٰ معیار کا آڈیو ویڈیو سسٹم (Audio Video System) بھی مسجد میں نصب کیا گیا ہے۔ اطفال و ناصرات کے لئے بلڈنگ کے اندر کھیلنے کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔

یہ مسجد ایک ہائی وے کے اوپر واقع ہے جہاں روزانہ گزرنے والی تقریباً 35 سے 45 ہزار گاڑیوں کے مسافر اس مسجد کو دیکھتے ہیں۔ اس مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک صد سے زائد گاڑیوں کی پارکنگ بھی موجود ہے۔

مسجد بیت الصمد کے معائنہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں درج ذیل دو خواتین کے نمازِ جنازہ حاضر پڑھائے اور ان کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت فرمایا:

1۔ مکرمہ صدیقہ سمیع صاحبہ آف سینٹرل ورجینیا۔ ان کی وفات 17 اکتوبر کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ طفیل ملک صاحب کی بیٹی تھیں جنہیں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف عطا ہوا۔ مرحومہ کی شادی میجر (ریٹائرڈ) عبدالسمیع صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی۔ مرحومہ خلافت سے محبت کرنے والی اور نمازوں کی پابند نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

2۔ مکرمہ کوثر پال صاحبہ آف سینٹرل ورجینیا۔ ان کی وفات 18 اکتوبر 2018ء کو ہوئی۔ آپ منصور احمد پال صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں۔ گزشتہ چھ ماہ سے بیمار تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور ان کا جماعت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ آپ کے بیٹے فوزان پال صاحب مقامی جماعت میں بطور جنرل سیکرٹری اور زعیم مجلس انصاراللہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی دردانہ اقبال صاحبہ بھی ہیں۔

نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں تشریف لے آئے اور نمازِ ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کے ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک پودا لگایا۔ اس کے بعد مجلس عاملہ جماعت بالٹی مور، مجلس عاملہ انصاراللہ اور مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بالٹی مور نے علیحدہ علیحدہ حضورِ انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔

خواتین کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث پارکنگ ایریا میں خواتین کے لئے ایک مارکی لگائی گئی تھی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہِ شفقت اس مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ خواتین نے نعرے بلند کئے اور اپنے پیارے آقا کے دیدار سے فیضیاب ہوئیں۔

بعد ازاں تین بج کر پندرہ منٹ پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs&Diagnostics, Servicing,
Tyres,Exhausts,Engines,GearBox,
Breaks,MOTFailurework,A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

مسجد "بیت الصمد" کی تقریبِ افتتاح

پروگرام کے مطابق شام پانچ بجے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور Hilton Hotel بالٹی مور کے لئے روانگی ہوئی جہاں مسجد "بیت الصمد" کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پولیس کی پانچ گاڑیوں نے قافلہ کو escort کیا۔ پانچ بج کر بیس منٹ پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل تشریف آوری ہوئی۔

پریس کانفرنس

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر پینتالیس منٹ پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس روم میں تشریف لائے، جہاں پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس پریس کانفرنس میں Religious News Service (RNS) کے تین صحافی اور نمائندے Jack Jenkins، Aysha Khan اور Tom Gallagher موجود تھے۔ اس کے علاوہ Steiner Radio Show کے نمائندے اور صحافی Marc Steiner بھی شامل تھے۔ National Public Radio(NPR) کے صحافی اور نمائندے Jerome Socolovsky بھی ان میں شامل تھے۔

☆...**ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اب امریکہ میں مِڈٹرم انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ آپ مختلف سیاستدانوں سے بھی ملتے ہیں۔ کیا آپ کا ان انتخابات کے حوالہ سے اپنی جماعت کے لئے یا یو ایس اے کے لئے کوئی پیغام ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سیاست کے حوالہ سے کبھی بھی میں متجسس نہیں رہا۔ لیکن یوکے کا شہری ہونے کے لحاظ سے میں اپنا ووٹ کاسٹ کرتا ہوں۔ جماعت کے لئے تو یہی پیغام ہے کہ ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں جن میں عاجزی ہو اور جو اپنے انتخابی حلقہ میں خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ یہ وہ پیغام ہے جو قرآن کریم نے ہمیں دیا ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو بہتر انداز میں تمہاری خدمت کر سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ تو ہم تو اسی کو منتخب کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو قوم کی بہتر رنگ میں خدمت کر سکتا ہے یا جسے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بہتر خدمت کرے گا۔

☆...**ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ یو ایس اے میں اور دیگر ملکوں میں قائم احمدیہ جماعتوں میں کیا بڑا فرق ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم احمدی ہر جگہ ایک جیسے ہیں۔ جو احمدی ہوتا ہے آپ اس کے اخلاق و اطوار میں فوری ایک تبدیلی دیکھتے ہیں اور بعض میں تو حیرت انگیز انقلاب آجاتا ہے۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ احمدیوں کی سوچ، ان کی فکر، ان کا نقطۂ نظر ہر جگہ ایک سا ہے چاہے وہ یو ایس اے میں ہوں یا نارتھ امریکہ میں، ساؤتھ امریکہ، یورپ، یوکے، یا ایشیا یا عرب ممالک یا کسی بھی افریقی ممالک میں ہوں۔ ایسا اس لئے ہے کہ ہم اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ملک کی خدمت کرنا، قانون کی پابندی کرنا اور ملک سے وفاداری اور سب سے بڑھ کر ہمیشہ یہ سوچ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہر آن دیکھ رہا ہے جو بھی وہ کر رہے ہیں، جو بھی ان کے اعمال ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ خصوصیات لوگوں میں ہوں گی تو ان کا معیار ایک جیسا ہی ہوگا۔

☆...**ایک صحافی نے عرض کیا کہ میرا سوال فوج سے متعلق ہے۔ میں نے احمدی اور دیگر مسلمان فوج میں دیکھے ہیں۔ ان میں سے اکثر مسلم کمیونٹی اور غیر مسلم کمیونٹی میں رابطوں کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسے لوگ جنہوں نے فوج میں خدمت کی ہوئی ہے وہ زیادہ آگے آئیں اور حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ ملک کا شہری ہونے کے ناطے سب سے پہلی ذمہ داری ملک سے وفاداری ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے ملک سے مخلص ہو۔ تو صرف فوج میں ہی نہیں دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ میرا تو فوج سے کوئی تعلق نہیں ہے مَیں بھی یہ کوشش کر رہا ہوں اور دیگر احبابِ جماعت بھی کرتے ہیں۔

اگر آپ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں تو اسلام کہتا ہے کہ ایک دوسرے سے باہمی پیار، محبت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے زندگی بسر کرو۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کرو۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اس حوالہ سے اس قدر تاکید ہے کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ دیگر مذاہب کے بتوں کو بھی بُرا بھلا نہ کہو، کیونکہ وہ ردّعمل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالہ سے بھی کچھ بُرا بھلا کہیں گے اور اس کی وجہ سے معاشرے میں بے چینی پھیلے گی۔ تو یہ تو اسلام کی بنیادی تعلیم کا حصہ ہے کہ معاشرے میں باہمی محبت کی فضا قائم کرو۔ انسانیت اور انسانی اقدار کو اولین ترجیح ہو۔

ہم سب اپنے خدا کی تعلیمات پھیلانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عالمین کو رزق فراہم کرنے والا ہے قطع نظر اس سے کہ آپ کا مذہب کیا ہے، مسلمان ہیں یا یہودی ہیں یا عیسائی ہیں یا ہندو ہیں یا لامذہب ہیں یا دہریہ ہیں، سب کی اللہ تعالیٰ پرورش کر رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہی سب کا ربّ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کی مخلوق آپس میں لڑے۔ تو اس حوالہ سے صرف فوج میں خدمت کرنے والوں کو ہی نہیں بلکہ بطور مسلمان ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔

☆...**ایک صحافی نے سوال کیا کہ کیا آپ پریشان ہوتے ہیں جب دیگر مسلمان آپ کو غیر مسلم کہتے ہیں؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو ایمان کا معاملہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ایک پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا جو اسلام کو دوبارہ سے زندہ کرے گا۔ اُس تاریک دور میں اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات تو ہوں گی لیکن مسلمان حقیقی تعلیمات سے دور ہٹ جائیں گے اور ان تعلیمات سے اپنے اپنے مطالب نکالیں گے۔ تو ایسے دور میں ایک مصلح پیدا ہوگا اور وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہوگا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ لیکن دیگر مسلمان اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کے بعد مہدی آئے گا اور پھر یہ دونوں مل کر اسلام کے احیا کے لئے کام کریں گے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جبکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ماتحت نبی آسکتا ہے، تاہم نئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا۔ قرآن کریم شریعت کی آخری کتاب ہے۔ ایسا نبی آسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں آئے اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کو آگے بڑھائے۔ پھر دیگر مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ نبی ہوں گے، کیونکہ نبی کا ٹائٹل عیسیٰؑ کے پاس پہلے ہی ہے، وہ تو نہیں چھن سکتا۔ ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی نہیں آسکتا اور اپنے عقیدہ کی رو سے وہ ایک نبی کا ہی انتظار کر رہے ہیں، لیکن بانی جماعت کو وہ نبی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تو یہ عقیدہ کا فرق ہے جو ان کی تشویش کا باعث ہے۔ اب یہ بجائے اس کے کہ مسیح کی آمد ثانی اور مہدی کی آمد کی باتیں کریں، آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے حوالہ سے لوگوں کو اشتعال دلا رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور چونکہ احمدی اپنے بانی کو نبی کہتے ہیں اس لئے یہ غیر مسلم ہیں، کافر ہیں اور مرتد ہیں۔ چونکہ احمدی ارتداد کے مرتکب ہیں لہٰذا ان کی سزا قتل ہونی چاہئے، ان کے سر قلم کر دینے چاہئیں، جو کہ ان کی نظر میں ایک مرتد کی سزا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمیں اس مخالفت سے کوئی پریشانی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہم تو دن بدن ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے گروہ سے لوگ نکل نکل کر جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر سال ہماری جماعت میں لاکھوں افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں، ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن آئے گا کہ ہم لوگوں کے دل جیت لیں گے اور انشاء اللہ اقلیت سے اکثریت میں آجائیں گے۔

☆...**ایک سوال یہ کیا گیا کہ لوگوں کے مابین امن اور محبت کی فضا قائم کرنے کے لئے آپ احمدیہ مسلم جماعت کا کیا کردار دیکھ رہے ہیں؟**

اس حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: ہم تو اسلام کی حقیقی تعلیمات پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسلام کا مطلب ہی امن، محبت اور ہم آہنگی ہے۔ ہم ہر جگہ امن پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مختلف پروگرام منعقد کر رہے ہیں، پریس کانفرنسز، سیمینارز، سمپوزیم وغیرہ منعقد کر رہے ہیں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو بھی ساتھ شامل کر رہے ہیں۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس دنیا میں امن اور محبت کی فضا قائم کریں۔ میں بھی اسی مقصد سے اسلامی تعلیمات کا بتاتا ہوں، ایسی تعلیمات جن کے ذریعہ امن و ہم آہنگی کا قیام ممکن ہوسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سچے مسلمان میں قوتِ برداشت کا معیار بہت بلند ہونا چاہئے۔ ہم اس نہج پر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

یہ پریس کانفرنس چھ بجکر پانچ منٹ تک جاری رہی۔

... ...

حضورِانور کے ساتھ سینیٹر Hon. Ben Cardin کی ملاقات

بعد ازاں میری لینڈ (Maryland) کے ایک سینیٹر Hon. Ben Cardin نے جو آج کے اس پروگرام میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے، حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی۔

موصوف نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ ہم آپ کی بہت عزت کرتے ہیں۔ آپ کی انٹرنیشنل لیڈرشپ کا احترام کرتے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر آزادی کے حوالہ سے حقوق دلوانے کے لحاظ سے اور مختلف تنظیموں کے درمیان تعلقات بڑھانے کے لحاظ سے بہت بڑی لیڈرشپ دکھائی ہے۔

اس پر حضورِانور نے فرمایا۔ یہی اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور ہم تیزی سے تباہی کی طرف جا رہے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم امن اور محبت کو پھیلائیں۔

سینیٹر صاحب نے عرض کیا کہ آجکل بہت سے مسائل ہیں، سعودی عرب کے جرنلسٹ کا قتل ہے، یمن، سیریا کا مسئلہ ہے، وینزویلا کا مسئلہ ہے۔ ان سب باتوں سے امن خراب ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے حضور کے امن کے پیغام کی بہت ضرورت ہے۔

اس پر حضورِانور نے فرمایا: یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ہی مسلمان کو مار رہا ہے اور بغیر سوچے سمجھے آپس میں لڑتے جا رہے ہیں۔ بچوں کو بھی مارا جا رہا ہے۔ بہت تکلیف ہوتی ہے یہ سارے حالات دیکھ کر۔ امریکہ ایک بڑی طاقت ہے، امریکہ کو امن کے حوالہ سے اور انسانیت کی خدمت کے حوالہ سے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

اس پر سینیٹر موصوف نے کہا کہ میں حضورِانور سے ہزار فیصد متفق ہوں۔ نیز موصوف نے کہا کہ حضور کا پیغام بڑا پاورفل ہے۔ آپ جیسی شخصیت کی ہم بالٹی مور (Baltimore) میں پہلی دفعہ میزبانی کر رہے ہیں۔ ہم حضور کے شکر گزار ہیں کہ آپ یہاں آئے اور آپ نے یہاں مسجد کی تعمیر کی ہے اور اس کا افتتاح کیا ہے۔ یہاں آپ کی بہت اچھی کمیونٹی ہے۔ ہمیں اس سے بہت خوشی ہے۔

آخر پر حضورِانور نے فرمایا: ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کے پیروکار ہیں اور آپ کو ماننے والے ہیں۔ عیسائی ہوں، یہودی ہوں یا مسلمان ہوں، اگر اس بات کو سمجھ لیا جائے تو پھر دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

آخر پر سینیٹر صاحب نے حضورِانور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ سینیٹر صاحب کی حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ملاقات چھ بج کر پندرہ منٹ پر ختم ہوئی۔

بالٹی مور کے دیگر معزّزین کی ملاقات

بعد ازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کے ایک میٹنگ روم میں تشریف لے آئے جو Black Room کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہاں درج ذیل شخصیات نے حضورِانور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

☆Hon.Catherine Pugh میئر آف بالٹی مور۔

☆Jill Carter میری لینڈ سٹیٹ سینیٹر۔

☆Pamela Beidle ممبر میری لینڈ ہاؤس آف Delegates۔

☆Marilyn Mosby سٹیٹ اٹارنی فار بالٹی مور

☆John Wobensmith سیکرٹری آف سٹیٹ میری لینڈ۔

☆Vicki Almond (کونسل وومن بالٹی مور کاؤنٹی)۔ NickMosby (کونسل مین بالٹی مور سٹی)

☆Brent Howard پریذیڈنٹ چیمبر آف کامرس۔

☆Hon.Michael Adamo ملک گیبون کے ایمبیسیڈر۔

☆ کینیا کے ایمبیسیڈر کے نمائندے جو ایمبیسی میں اکنامک کونسلر ہیں۔

☆Mustapha Sosseh سٹیٹ ایمبیسیڈر Gambia۔

☆Fred Guy ڈائریکٹر آف یونیورسٹی آف بالٹی مور فلاسفی ڈیپارٹمنٹ۔

☆Major Travis Hord کمانڈنگ آفیسر یو ایس Marines۔

☆Colonel Jones بالٹی مور کاؤنٹی پولیس۔

☆Gary Tuggle کمشنر بالٹی مور سٹی پولیس۔

☆Father Joseph Muth پاسٹر آف

St.Matthews چرچ۔

☆Andy Rabbi بالٹی مور Hebrew Congregation۔

☆ Christine Spencer Dean of Yale (Gardon School of Arts) بالٹی مور یونیورسٹی۔

☆Anthony Day پریذیڈنٹ آف Loyala ہائی سکول۔

☆ Natalie Eddington(Dean University of Marand School of Pharmacy)۔

☆...**ان مہمانوں سے ملاقات کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:** آپ سب کا یہاں آنے کا بہت شکریہ۔ آپ لوگوں نے ہمارے پروگرام کے لئے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالا ہے۔ بالخصوص آج آپ لوگوں کی چھٹی بھی ہے اور اپنی فیملیز کے ساتھ وقت گزارنے کی بجائے آپ یہاں آئے ہیں۔

اس پر ایک خاتون مہمان نے عرض کی کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔

☆...**ایک مہمان نے کہا کہ** آپ کا امن کا پیغام، دوریاں ختم کرنے کا پیغام ایسا ہے کہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ آپ یہاں ہمارے شہر تشریف لائے ہیں۔ ہم آپ کو یو ایس اے آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ کی موجودگی ہمارے لئے بہت اہم ہے۔ آپ نے جو باہمی اتحاد و محبت کا پیغام دیا ہے یہ ہمارے لئے بہت ہی قیمتی سرمایہ ہے۔

☆...**میئر بالٹی مور سٹی نے عرض کی کہ** میں بالٹی مور کے تمام شہریوں کی طرف سے حضورِ انور کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میئر نے عرض کی کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس میں اس پیغام کی بہت اہمیت ہے۔ وہ اس سے بہت متاثر ہوئی ہیں اور چاہتی ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ اس پیغام پر عمل کیا جائے تا کہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں اور امید کرتی ہوں کہ جو لوگ یہاں آئے ہیں آپ کا پیغام لے کر جائیں اور اس پر عمل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ نیز فرمایا کہ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم معاشرے میں امن قائم کریں اور باہمی اتفاق و اتحاد سے محبت کی فضا قائم کریں۔ اگر دنیا اس پیغام کو سمجھ لے تو جیسا کہ میں نے کہا ہے، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میئر سے بالٹی مور کے مختلف districts کے حوالہ سے دریافت فرمایا۔

میئر نے عرض کی کہ وہ میئر کے علاوہ سٹی کونسل کے صدر ہیں۔ نیز بالٹی مور کے 14 سٹی ڈسٹرکٹس ہیں اور ان تمام کے نمائندے کونسل کا حصہ ہیں۔

☆ **میئر نے اپنے ساتھ آئی ہوئی ایک اسسٹنٹ کا بھی تعارف کروایا۔ یہ امن کے قیام کے لئے میئر کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔**

انہوں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ حضور میرے خیال میں ہم آجکل جو جنگ لڑ رہے ہیں یہ ایک ایسا معرکہ ہے جس پر تمام منفی طاقتیں نوجوان نسل پر حملہ آور ہیں۔ ہمیں اس حوالہ سے نوجوان نسل پر توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں گزشتہ دو سالوں کی نسبت دو گنی تعداد میں نوجوانوں میں قتل یا اقدامِ قتل کے مقدمے درج ہوئے ہیں۔ ہمیں نوجوان نسل پر توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ میں آپ سے مل سکی ہوں اور آپ کی باتیں سن سکی ہوں۔

حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ اس بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ کیا ہے؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے ہمارے بالٹی مور شہر میں ایسے واقعات نوجوانوں میں مایوسی (frustration) بڑھنے کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ نوجوانوں میں نا اُمیدی ہے۔ بالٹی مور کی 24 فیصد آبادی غربت میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ معاشی صورتحال ایک وجہ ہے۔ بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بے روزگاروں کے لئے کوئی سوشل کیئر کا نظام رائج ہے؟

اس پر میئر نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں یہاں بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔ ہم بچوں کے حوالہ سے ان کی تعلیم پر کافی زور دے رہے ہیں۔ طلباء میں نشہ کے رجحانات کے حوالہ سے بھی کافی کام کی ضرورت ہے۔

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تو پھر نشے کے مسائل ہیں، تعلیم کے مسائل ہیں، معاشی مسائل ہیں، بے روزگاری ہے۔ نیز فرمایا کہ سوشل میڈیا بھی بے چینی بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ فیملی سٹرکچر (Structure) متاثر ہو رہا ہے، ہر کوئی اپنے موبائل فون پر مصروف رہتا ہے۔

☆...**کینیا کی ایمبیسی سے اکنامک کونسلر بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔**

ایک مہمان نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" **کہا اور عرض کی کہ** تمام مسلمان کمیونٹی کی جانب سے میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرا احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اور اسی وجہ سے میں یہاں آیا ہوں۔ آپ لوگوں کا موٹو "محبت سب کے لئے۔ نفرت کسی سے نہیں" بہت شاندار ہے۔ ایسے دور میں جس سے ہم گزر رہے ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اہل سنت والجماعۃ سے تعلق رکھتا ہے، احمدی ہے یا شیعہ ہے۔ ہم سب مسلمان ایک ہیں۔ اس مہمان نے پارسیوں کی مدد کرنے کے حوالہ سے اپنی کاوشوں کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ میں نے ان کی مدد معاشرتی اتحاد کی خاطر کی اور اس لئے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی تھی۔ یہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم باہم متحد ہو جائیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

صرف یہاں نہیں، بلکہ تمام دنیا میں ہی اس اتحاد کی ضرورت ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہم سب کو ایک ہونا چاہئے۔ ہم سب ایک رحمان خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارا رسول اور کتاب ایک ہے۔ قرآن کریم تو دیگر مذاہب کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ: اہل کتاب سے کہہ دو کہ مشترکہ بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ سب ایک خدا کے ماننے والے ہیں۔ تو اگر ہم اس ایک مشترکہ پوائنٹ کو سمجھ جائیں تو کہیں بھی کوئی تقسیم، کوئی نفرت، کوئی تفرقہ نہ ہو اور ہم سب مل کر امن سے رہیں اور باہم مل کر اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی بہتری کے لئے کام کریں۔ ہم نے اپنا کام کر لیا ہے، اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہم اپنی نسلوں کی بہتری کے لئے کیا کر سکتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اچھی یادوں کے ساتھ زندہ رکھیں۔ یہ نہ کہنے والے ہوں کہ یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے ہمیں ہلاکت تک پہنچایا۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ حضور میں چند اور مسائل کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ گھریلو تشدد اور انسانی اسمگلنگ کے مسائل ہیں۔ گزشتہ دنوں میں دو ایسے متاثرین سے بات کر رہا تھا جو ایک لمبا عرصہ ان مسائل کا سامنا کرتے رہے ہیں اور ان کی باتوں میں جس بات نے مجھے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ جس چیز نے انہیں ان سخت ترین حالات میں بھی اُمید دیے رکھی وہ خدا کی ذات تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ اسی ایمان پر زندہ تھے اور پُر اُمید تھے کہ حالات تبدیل ہوں گے۔

ایک مہمان نے عرض کیا کہ بطور ایجوکیٹر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دینا ہو گی۔ 11 سال سے لے کر 18 سال تک کے بچوں پر خصوصی توجہ کرنی ہو گی۔ ہمیں انہیں اعتماد دینا ہے اور ایسے رول ماڈلز دینے ہیں جیسا کہ یہاں اس میز کے گرد لوگ بیٹھے ہیں۔ اگر ہم یہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بالٹی مور تبدیل ہو جائے گا۔ میئر کی طرف سے جو کام یہاں ہوئے ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ کافی حوصلہ افزا ہیں۔ ہمیں نوجوانوں پر توجہ کرنی ہے اور انہیں واپس لانا ہے۔ نوجوانوں کی بہتر تربیت کافی مسائل کا حل ہے۔

پروگرام کے آخر پر بالٹی مور کے میئر نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ بالٹی مور کی عوام کی طرف سے آپ کے لئے یادگار ہے۔ آپ کی آمد اور امن کے پیغام کا بہت شکریہ۔

بعد ازاں میئر نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی تحفہ وصول کرنے کی سعادت پائی۔ میئر نے اس پروگرام کے بعد بے گھر افراد کے لئے منعقد کئے جانے والے ایک پروگرام میں شرکت کرنا تھی۔ اس حوالہ سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ بے گھر افراد کے لئے آپ لوگ بجٹ کا کتنا فیصد مختص کرتے ہیں۔ اس پر میئر نے عرض کی کہ بے گھر افراد اور دیگر سوشل سروسز کے لئے بیس سے پچیس فیصد بجٹ مختص کیا جاتا ہے۔ ان گرمیوں میں ہم نے 9 ہزار نوجوانوں کو نوکری مہیا کی ہے۔

ملاقات کا یہ پروگرام چھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریب کے لئے ہال میں تشریف لے آئے۔

.........................(جاری ہے)

بقیہ: اسماء النبیؐ فی القرآن...از صفحہ 11

بقیہ: اسماء النبیؐ فی القرآن...از صفحہ 11

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے تجویز فرمایا۔ ہزاروں ہزار درود سلام ہوں اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے خود بھی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے اور اپنی امت کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ اللھم صلّ علی محمد و علیٰ آل محمد وبارك وسلم انك حميد مجيد۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 رفروری 2005ء خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 105)

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ پھر فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ یعنے کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا۔ کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے۔"

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ: 433)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 15 رمئی 2015ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر پڑھ کر سناتے ہیں جس میں آپؑ سید الکونین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے احسانات کا تذکرہ فرما رہے ہیں:

"اس نے ہمارے لئے ایک ایسا رسول بھیجا جو کریم ہے۔ تمام امور خیر میں صاحب کمال ہے۔ کمالات کے تمام انواع میں، ہر رنگ میں سبقت لے جانے والا ہے۔ تمام رسولوں اور نبیوں کا خاتم ہے۔ ام القریٰ میں آنے والا موعود نبی جو سچ مچ محمد ﷺ ہے کیونکہ اس کے فیضیابوں کی زبانیں ہر وقت اس کی ستائش سے تر رہتی ہیں۔ اور وہ اس رو سے بھی کامل ستائش کا مستحق ہے کہ اس نے امت کی خاطر انتہائی مشقت و محنت اپنے اوپر لی اور دین کی عمارت کو بلند کیا اور اس لئے بھی کہ وہ ہمارے لئے ایک روشن اور تاباں کتاب لایا اور اس لئے بھی کہ اسے اپنے خداوند رب العالمین کے پیغاموں کے پہنچانے میں ہمارے لئے طرح طرح کی ایذاؤں کا نشانہ بننا پڑا۔ پھر اس لئے بھی کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں نا تمام اور ناقص رہا تھا اسے آپ ﷺ نے کامل کیا اور ہمیں افراط اور تفریط سے اور دیگر عیوب و نقائص سے پاک شریعت عطا کی اور اخلاق کو کمال تک پہنچایا اور جو جو کچھ ناقص تھا اسے کامل کیا اور تمام اقوام عالَم کو اپنا ممنون احسان کیا اور چوٹی کے فصیح و بلیغ بیانوں اور نہایت روشن وحی کے ذریعہ سے رشد کی راہیں بتائیں اور مخلوق کو گمراہی سے بچایا اور اپنے نمونے کے ذریعہ سے کنارہ کش بنایا اور بہائم و اَنعام کو گویا کر دیا (یعنی ایسے لوگ جو جانوروں کی طرح رہنے والے تھے، ان پڑھ جاہل تھے، اجڈ تھے ان کو بھی زبانیں دیں اور ان کی زبانوں کو شائستہ کر دیا۔ ان کے اخلاق کو بلند کیا) اور ان میں ہدایت کی روح پھونک دی اور تمام مرسلین کے وارث بنا دیا اور انہیں ایسا پاک وصاف کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے پانی کی طرح اپنے خون بہا دیئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو بکلی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

پھر دوسری طرف آپؐ نے اچھوتے اور مخفی در مخفی لطائف و معارف اور نادر نکات کی تعلیم دے کر ہمارے جیسے آپ کے دسترخوان کے پس خوردہ کھانے والوں کو حقیقی فضیلت کے مقام پر پہنچا دیا۔ (اخلاق میں بھی اعلیٰ کر دیا، علم و معرفت میں بھی اعلیٰ کر دیا) اور آپؐ کی راہنمائی کے طفیل حق تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ (روحانیت میں بھی اوپر لے گئے) اور آپؐ کے اصحاب فلک بریں پر جا پہنچے بعد اس کے کہ وہ زمین میں دھنس چکے تھے۔ پس اے اللہ! روز جزا تک اور ابدالآبد تک آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیج۔ نیز آپ ﷺ کی آل پاک طاہرین طیّبین پر اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر جو آپ ﷺ کے ناصر بھی بنے اور منصور بھی جو اللہ تعالیٰ کی چیدہ اور برگزیدہ جماعت ہے جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور اپنی آبروؤں اور اپنے اموال اور اولاد پر اللہ تعالیٰ کو مقدم کیا۔ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

(البلاغ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 433-434۔ ترجمہ عربی عبارت از کتاب محامد خاتم النبیین سرور انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسمی بہ در یتیم۔ بحوالہ خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 308-309)

.........................(جاری ہے)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

گھانا میں غلاموں کی تجارت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اکتوبر 2012ء میں مکرم فرید احمد نوید صاحب کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں گزشتہ صدیوں میں گھانا سے غلاموں کی تجارت کی دلخراش داستان بیان کی گئی ہے۔

گھانا کی ساحلی پٹی جو آج خوبصورت ریستورانوں اور resorts سے بھری ہوئی ہے ایک زمانہ میں بعض لوگوں کے لئے خوف اور دہشت کی علامت تھی جس کی تلخ داستانوں کے نقوش آج بھی بکھرے پڑے ہیں۔ ایسی کہانیاں جن کے تمام کردار حقیقی دنیا کے جیتے جاگتے افراد تھے۔ جن میں سے محض چند ایک کی کہانی محفوظ رہ گئی۔ کئی سو سال پر محیط ایک انتہائی کربناک تاریخ اس علاقہ کا مقدر رہی جب غلاموں کی خرید وفروخت باقاعدہ ایک کاروبار اور منافع بخش تجارت کی صورت میں یہاں جاری تھی۔ اس علاقہ میں قائم کئی قلعے غلاموں کی نقل وحمل کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ لمبے عرصہ تک بیڑیوں میں جکڑے غلام مرد اور عورتیں افریقہ کے مختلف ممالک سے پکڑ کر ان دروازوں کی جانب لائے جاتے تھے جنہیں اب Doors Of No Return کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ دروازے جن سے گزرنے کے بعد واپسی کا کوئی راستہ گھر کی جانب نہیں جاتا تھا۔ ساحل سمندر پر کثرت سے قائم ان قلعوں میں دیگر تجارتوں کے ساتھ غلاموں کے بھی سودے ہوتے تھے جنہیں پھر بحری جہازوں پر لاد کر یورپ و امریکہ کی طرف روانہ کردیا جاتا تھا۔ وہ محض ایک غلام ہوتا تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتے چلے جانے والا ایک انسان۔ اشرف المخلوقات انسان جسے اللہ تعالیٰ نے تو آزاد وجود کے طور پر دنیا میں پیدا کیا، لیکن بعض انسانوں نے اپنے مفادات کے لئے اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ انسان بسا اوقات کس قدر کٹھور اور سنگ دل ہوجاتا ہے۔

سولہویں صدی عیسوی کا گھانا جو گولڈ کوسٹ کہلاتا تھا افریقہ بھر سے لائے جانے والے غلاموں کی تجارت کا ایک بہت بڑا مرکز اور اس تجارت کا اہم رُوٹ تھا۔ اس ملک کے 540 کلومیٹر طویل ساحل پر 80 سے زائد قلعے بنائے گئے تھے۔ درحقیقت اس تجارت کا آغاز بعض یورپی تاجروں کی طرف سے کیا گیا جو ابتدا میں سونے اور دیگر اشیاء کی تجارت کے لئے آئے تھے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسانی تجارت بھی شروع ہوگئی تو ایک منافع بخش کاروبار سمجھ کر بہت سے لوگ اس میں شامل ہوتے چلے گئے۔ پرتگیزی، ڈینش، ڈَچ، سویڈش، جرمن، فرانسیسی اور برطانوی تاجروں کا اس کاروبار میں مقابلہ شروع ہوگیا۔ نئے قلعے بنتے چلے گئے اور کمزور طبقوں سے تعلق رکھنے والے آزاد لوگ غلام بنتے چلے گئے۔ ان غلاموں میں کچھ تو قبائلی جنگوں کے نتیجہ میں مغلوب ہوکر فاتح قبیلہ کے ہاتھ آجاتے تھے، کچھ کمزور قبائل کے لوگوں کو زبردستی غلام بنا کر بیچ دیا جاتا تھا اور بعض اپنے ہی قبائل کی طرف سے کسی جرم کی پاداش میں سزا کے طور پر بیچ دیئے جاتے تھے۔

غلام بنانے کا رواج دنیا میں بہت قدیم سے چلا آرہا ہے جس کا آغاز جنگی قیدیوں سے ہوا۔ چونکہ اُس زمانہ میں جنگی قیدیوں کو سنبھالنے کا کوئی مرکزی نظام موجود نہیں تھا اس لئے جنگ کے نتیجہ میں ہاتھ آنے والوں کو فاتح قوم کے افراد میں تقسیم کردیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے ان افراد سے بہت نامناسب سلوک کیا جاتا تھا اور ان غلاموں کو کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں ہوا کرتے تھے۔ تاریخ میں سب سے پہلے آنحضرت ﷺ نے اس مظلوم طبقہ کو دوسرے انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا۔ ان کے حقوق متعین کئے، ان کی آزادی کے راستے بتائے اور ایک ایسا معاشرہ پیدا کیا جہاں یہ آزاد کردہ غلام بڑے بڑے سرداروں کے مقابل پر سپہ سالار مقرر کئے گئے، ان کے جھنڈوں کے نیچے قوموں نے امان پائی۔ اگر یہ ایک پہلو ہی دیکھا جائے تو دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی برتری روزِروشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے۔ بائبل کی تعلیم یہ تھی کہ: اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ مار کھاتی ہوئی مرجائے تو اسے سزا دی جائے، لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جئے تو اسے سزا نہ دی جائے کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔ (خروج باب 21/20-21)۔ جبکہ آنحضرت ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں میں دیا ہے۔ پس جب کسی شخص کے ماتحت کوئی غلام ہو تو اسے چاہیئے کہ اسے وہی کھانا دے جو وہ خود کھاتا ہو وہی لباس پہناوے جو وہ خود پہنتا ہو اور تم اپنے غلاموں کو ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کرو جو ان کی طاقت سے بالا ہو اور اگر کبھی ایسا کام ان کے سپرد کرو تو ان کی مدد کیا کرو۔

اسلام نے غلاموں کی آزادی کی کئی صورتیں پیدا کردیں مثلاً غلام آزاد کرنے کو چوٹی کی نیکی قرار دے دیا۔ مختلف گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ غلاموں کو آزاد کرنا رکھ دیا۔ جبکہ غلام بنانے کے پہلے سے رائج ظالمانہ راستے بھی بند کردیئے۔ گویا آئندہ کے لئے غلامی کی راہوں کو بھی ہمیشہ کے لئے بند کردیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جنگ کروں گا۔ اول: وہ شخص جس نے میرا واسطہ دے کر کسی سے عہد باندھا اور بدعہدی کی۔ دوم: وہ جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنایا اور اسے فروخت کرکے اس کی قیمت کھائی۔ سوم: وہ جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور کام تو پورا لیا مگر اسے مزدوری نہ دی۔ جنگی قیدیوں کے بارہ میں اسلام کی سنہری تعلیم یوں ہے کہ: ''یا تو انہیں احسان کرتے ہوئے رہا کردو یا فدیہ لے کر'' (محمد:5)۔ نیز مکاتبت کا طریق بھی تجویز کردیا: ''اور تمہارے جو غلام تمہیں معاوضہ دے کر اپنی آزادی کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں اگر تم ان کے اندر صلاحیت پاؤ تو ان کو تحریری معاہدہ کے ساتھ آزاد کردو اور وہ مال جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ ان کو بھی دو۔'' (النور:34)۔ پھر یہ بھی فرض قرار دے دیا کہ اگر غلاموں کے پاس استطاعت نہ ہو تو زکوٰۃ کے اموال کے ذریعہ بھی اُن کی آزادی کے سامان کئے جاسکتے ہیں۔ (التوبہ:60)

لیکن بدقسمتی ہے کہ افریقہ کے ممالک میں تو غلام کی تجارت کا سلسلہ انیسویں صدی کے وسط تک باقاعدہ قانونی تحفظ میں جاری رہا۔ بالآخر انسانی ضمیر جاگا اور 1807ء میں غلامی کے خلاف قوانین سازی کا آغاز کیا گیا اور 1834ء میں مکمل طور پر غلاموں کی تجارت کو غیر قانونی قرار دے دیا گیا۔ یہ وہی دَور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اس دنیا میں بھیجا۔ گویا آپ کی آمد سے جہاں دنیا روحانی اعتبار سے بلند پروازی کی طرف بلائی گئی وہیں ظاہری اعتبار سے بھی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ (چشمہ معرفت میں) فرماتے ہیں: ''یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدّی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بنائیں۔ کیونکہ خدا قرآنِ شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگجو فرقہ کے مقابل صرف اس قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو۔ پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو غلام بناویں بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔''

گھانا میں پرتگیزی تاجروں نے اپنی تجارت کا آغاز 1471ء میں کیا۔ اس دَور میں Barter System رائج تھا یعنی ایک جنس کے بدلہ میں دوسری جنس کا لین دین کیا جاتا تھا۔ پرتگیزی تاجر یہاں سونے کی بہتات دیکھ کر حیران رہ گئے اور مقامی افراد سے بعض ہتھیاروں، شراب، تمباکو اور لوہے کی اشیاء کے بدلے سونا اور قیمتی پتھر حاصل کیا کرتے تھے۔ 19 جنوری 1482ء کو تجارتی مفادات کے تحفظ کیلئے پرتگیزی تاجروں نے Elmina کے مقام پر پہلا قلعہ تعمیر کیا جس کا نام سینٹ جارج رکھا گیا۔ جو آج بھی موجود ہے۔ بعدازاں اس تجارت میں غلاموں کی تجارت بھی شامل ہوگئی۔ لوگوں کو بیچا جانے لگا اور عالمی منڈی میں یہاں کے صحت مند غلام گھریلو ملازمین اور زراعت کے کاموں کیلئے خریدے جانے لگے۔ بہت مرتبہ مقامی لوگوں نے اس نظام کو بدلنے کی کوشش کی لیکن بزورِقوّت ایسی کسی بھی تحریک کو دبا دیا گیا۔ دیگر اقوام نے بھی جب اس تجارت میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو پرتگیزیوں کی طرف سے شدید مزاحمت کی گئی۔ چنانچہ مقامی لوگوں کی مدد سے دیگر یورپی اقوام نے پرتگیزی تسلّط کو ختم کرنے کیلئے کوشش شروع کردی۔ لیکن یہ سب اتنا آسان نہیں تھا، بہت سی لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر بعض مقامی قبائل کو ساتھ ملا کر 1637ء میں ڈَچ Elmina Castle پر قابض ہوگئے۔ تاہم مقامی لوگوں کی توقع کے برعکس غلاموں کی تجارت نہ رُک سکی۔ دیگر اقوام کی آمد نے تجارت کے نئے انداز اور طریق متعارف کروائے لیکن انیسویں صدی کے آغاز تک غلاموں کی تجارت کا خاتمہ نہ ہوسکا۔ اٹھارہویں صدی کے آخر پر مختلف سوسائٹیوں کی طرف سے غلاموں کی تجارت کے خاتمے کی تحریکات چلنا شروع ہو چکی تھیں اور بالآخر برطانیہ کی طرف سے اس معاملے میں پہل کی گئی اور برطانوی قانون میں 1808ء میں غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دے دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور 1850ء کے لگ بھگ اس تجارت کا خاتمہ ممکن ہوسکا۔ یکم جنوری 1862ء کو امریکہ کے صدر ابراہام لنکن نے غلامی کے خاتمہ کا اعلان کیا اور 1865ء تک قوانین کی تبدیلی کے بعد امریکہ کے غلاموں کو بھی آزادی نصیب ہوگئی۔

گھانا میں اس وقت موجود قلعوں میں سے دو مشہور قلعے منکسم (Mankessim) کے قریب ہی واقع ہیں۔ ان میں سے ایک تو Cape Coast Castle ہے۔ ریکارڈز سے پتہ چلتا ہے کہ سابق امریکی خاتون اوّل مشعل اوبامہ کے پردادا کو بھی اسی قلعہ سے غلام بنا کر امریکہ لے جایا گیا تھا۔ 11 جولائی 2009ء کو امریکی صدر باراک اوبامہ اور مشعل اوبامہ نے اس قلعہ کا دورہ بھی کیا تھا۔ جبکہ دوسرا مشہور اور قدیم قلعہ Elmina Castle ہے جو ابتدا میں تجارتی مقاصد کے لئے قائم کیا گیا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ قلعہ بھی غلاموں کی تجارت کے لئے استعمال ہونے لگا۔ جبکہ کیپ کوسٹ کا قلعہ خاص طور پر غلاموں کی تجارت کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔ اس کے دالان کے بالکل سامنے ایک بڑا ہال بنایا گیا تھا جہاں غلاموں کی بولی لگائی جاتی تھی۔ غلاموں کو رکھا جانے والا احاطہ پانچ چیمبرز پر مشتمل تھا جن میں ایک ہزار سے زائد غلام روانگی سے قبل رکھے جاتے تھے۔ چار چیمبرز ان کی رہائش، کھانے پینے اور حوائج ضروریہ وغیرہ کے لئے مختص تھے جبکہ پانچویں کمرہ میں جو انہی کے ساتھ منسلک تھا روانگی سے قبل غلاموں کی جلد پر شناخت کے لئے نشانات وغیرہ لگائے جاتے تھے۔ اسی پانچویں کمرے سے غلاموں کو ایک سرنگ کے ذریعہ بحری جہازوں میں لے جایا جاتا تھا۔ غلامی کے خاتمے کی علامت کے طور پر حکومت برطانیہ نے 1833ء میں اس سرنگ کو بند کردیا تھا۔ اس قلعہ میں بعض قبریں بھی موجود ہیں جو اُن یورپین لوگوں کی ہیں جو اپنے مختلف فرائض کی انجام دہی کے لئے یہاں رہا کرتے تھے۔ ان قبروں میں سے صرف ایک قبر ایک مقامی شخص کی ہے جس کا نام فلپ کویکو یا P.Q بیان کیا جاتا ہے۔ فلپ کو محض گیارہ سال کی عمر میں مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے انگلستان بھجوایا گیا تھا جہاں سے اس نے 1665ء میں پہلے افریقن مشنری اور استاد کے طور پر اپنی تعلیم مکمل کرکے ڈگری حاصل کی اور افریقہ میں پہلے Anglican Church کا آغاز کیا۔ فلپ کی تعلیم وتربیت اس نہج پر کی گئی تھی کہ وہ غلامی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تجویز کردہ قرار دیا کرتا تھا۔ اس کی تعلیم اور خدمات کی وجہ سے اس کی تنخواہ اکثر یورپی لوگوں سے بھی زیادہ مقرر تھی۔ فلپ کا کام بھی یہی تھا کہ وہ غلاموں کو اس امر کی تلقین کرے کہ انہیں بغیر کسی اعتراض کے غلامی کو قبول کرلینا چاہیئے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی تقدیر میں لکھا جاچکا ہے۔ غلام عورتوں کو رکھنے کے لئے اسی قلعہ کے ایک حصہ میں دو کمروں پر مشتمل ایک احاطہ مختص کیا گیا تھا۔ جس میں 100 سے زائد عورتیں ایک وقت میں رکھی جاتی تھیں۔ یہاں بھی صورتحال بہت دگرگوں رہا کرتی ہوگی کیونکہ اتنی بڑی تعداد کو ٹھہرانے کے لئے یہ جگہ بہت ناکافی ہے۔ لیکن تاجروں کے لئے یہ سب لوگ محض تجارتی سامان کی حیثیت رکھتے تھے، محض ایک نمبر، محض ایک جنس۔ یہی وجہ ہے کہ اس تمام کارروائی کے دوران بہت سے کمزور غلام زندگی کی بازی ہار جاتے تھے۔ بہت سے سخت سمندری سفر اور کم خوراکی کی وجہ سے دورانِ سفر ہلاک ہوجاتے تھے اور صرف وہی منزل تک پہنچتے تھے جو اچھے صحت مند ہوا کرتے تھے اور یہی وہ 'سامان' تھا جس کی نئی دنیا میں مانگ تھی۔ اس قلعہ میں اس راہ میں زندگی ہار جانے والوں کی یاد میں ایک یادگار بھی بنائی گئی ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے سیاح یہاں بھی ضرور جاتے ہیں۔

...❀...❀...❀...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

December 14, 2018 – December 20, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday December 14, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's (aba) Address At The Peace Conference: Recorded on November 8, 2014.
02:10	In His Own Words
02:45	Spanish Service
03:15	Ashab-e-Ahmad (as): the life of Hazrat Mir Muhammad Syed (ra).
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Taa Haa, verses 78 - 116 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 164, recorded on November 26, 1996.
04:55	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
05:30	Defender Of Faith: the book 'Braheen-e-Ahmadiyya' by the Promised Messiah (as) on the period before Allah revealed he was the Imam Mahdi.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Beacon Of Truth: Recorded on January 21, 2018.
08:00	Masjid-e-Aqsa Rabwah
09:00	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V (aba): Recorded on November 8, 2014.
10:00	In His Own Words
11:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:45	Noor-e-Mustafwi (SAW)
12:00	Tilawat [R]
12:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on April 1, 2016.
15:30	Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as).
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Noor-e-Mustafwi (SAW): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-177.
18:30	Beacon Of Truth [R]
19:30	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V (aba): Recorded on November 8, 2014.
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:05	In His Own Words
21:35	Friday Sermon [R]

Saturday December 15, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat [R]
00:40	Masjid-e-Aqsa Qadian [R]
01:00	Yassarnal Qur'an [R]
01:20	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V (aba) 2014 [R]
02:25	In His Own Words [R]
02:55	Beacon Of Truth [R]
03:40	Dars-e-Hadith [R]
04:00	Friday Sermon [R]
05:10	The Life Of Khalifatul-Masih I (ra): the first successor of the Promised Messiah (as).
05:25	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Hazrat Umar (ra) Caliphate
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
10:10	In His Own Words
10:40	Khalifatul Masih II (ra) In UK
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	LIVE Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Seerat-un-Nabi (SAW)
16:00	LIVE Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 1-18.
18:30	Hazrat Umar (ra) Caliphate [R]
19:05	Khalifatul Masih II (ra) In UK [R]
19:25	Dua-e-Mustaja'ab
20:00	Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address To Ladies: Recorded on June 26, 2010.
21:00	International Jama'at News
21:50	Seerat-un-Nabi (SAW)
22:30	Friday Sermon
23:40	Masjid Mubarak Qadian

Sunday December 16, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
00:55	Al-Tarteel [R]
01:30	Huzoor's (aba) Jalsa Salana Germany Address To Ladies 2010 [R]
02:30	In His Own Words [R]
02:55	Hazrat Umar (ra) Caliphate
04:00	Friday Sermon [R]
05:05	Seerat-un-Nabi (SAW) [R]
05:45	Masjid-e-Aqsa Qadian
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 61.
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on December 15, 2018.
08:35	The Review Of Religions: a magazine established by the Promised Messiah (as). Part 3.
09:00	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam: Recorded on October 26, 2018 in Houston, USA.
10:00	In His Own Words
10:35	Introduction To Waqf-e-Jadid: A brief introduction about the Waqf-e-Jadid scheme.
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
14:15	Shotter Shondhane: Recorded on April 1, 2016.
15:15	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
16:00	In His Own Words
16:45	Aao Kahani Sunain: Programme no. 5.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 19-42
19:00	Live Face 2 Face
20:00	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:45	Aao Kahani Sunain [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	The Review Of Religions [R]

Monday December 17, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
01:00	Yassarnal Qur'an [R]
01:30	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
02:30	In His Own Words [R]
03:05	Aao Kahani Sunain [R]
03:50	Friday Sermon [R]
05:00	Aaina
05:35	The Review Of Religions [R]
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel
07:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 1, 1997.
08:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:30	Seerat-un-Nabi (SAW)
08:55	Huzoor's (aba) Address At Jamia Convocation UK: Recorded on December 13, 2014.
09:40	In His Own Words
10:15	Swahili Service
10:55	Friday Sermon: Recorded on July 6, 2018.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 4, 2013.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Jamia Convocation UK Address 2014 [R]
15:50	In His Own Words
16:20	The Life Of Hazrat Khalifatul-Masih III (ra): the third successor of the Promised Messiah (as).
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 43-60.
18:30	Stoppa Krisen
19:00	Seerat-un-Nabi (SAW)
19:25	Hijrat
20:00	Jamia Convocation UK Address 2014 [R]
20:45	In His Own Words [R]
21:15	Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as) including the first signs of the day of judgement as stated by the Holy Prophet (saw).
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday December 18, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
01:00	Al-Tarteel [R]
01:30	Jamia Convocation UK Address 2014 [R]
02:20	In His Own Words [R]
03:00	International Jama'at News
03:50	Rencontre Avec Les Francophones [R]
04:55	Signs Of The Latter Days
05:35	Seerat-un-Nabi (SAW) [R]
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Liqa Maal Arab: Recorded on April 30, 1996.
07:45	Story Time: Part 52.
08:50	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam: Recorded on October 26, 2018 in Houston, USA.
09:55	In His Own Words
10:25	Kasre Saleeb: Christianity and its beliefs.
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
16:00	In His Own Words
16:45	Face 2 Face
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:30	Rah-e-Huda: Recorded on December 15, 2018.
20:00	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:45	Da'awat-e-ilallah
22:30	Liqa Maal Arab [R]
23:35	Kasre Saleeb [R]

Wednesday December 19, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
00:50	Yassarnal Qur'an [R]
01:15	Gulshane Waqfe Nau Atfal And Khuddam 2018 [R]
02:15	In His Own Words [R]
02:45	Face 2 Face [R]
04:25	Liqa Maal Arab [R]
05:25	Chali Hai Rasm: Part 7
06:00	Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 13-25.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 3.
07:05	Question & Answer Session: Rec. May 21, 1995.
08:00	Karwan-e-Waqfe Jadid
09:00	Jalsa Salana Germany Concluding Address: Recorded on June 27, 2010.
10:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat: Surah Al-Hashr, verses 13-25.
12:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:45	Rishta Nata Ke Masa'il
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Germany Concluding Address 2010 [R]
16:15	The True Concept Of Khilafat
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 84-110.
18:35	Lumiere Sur Hadiths: evoking the words of the Holy Prophet (SAW).
19:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
20:00	Jalsa Germany Concluding Address 2010 [R]
21:05	In His Own Words
22:30	Question And Answer Session [R]
23:20	Quiz Roohani Khazaa'in: Programme no. 16.

Thursday December 20, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat [R]
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00	Al-Tarteel [R]
01:30	Jalsa Germany Concluding Address 2010 [R]
02:35	In His Own Words [R]
03:05	Karwan-e-Waqfe Jadid
04:00	Question And Answer Session [R]
05:35	The True Concept Of Khilafat
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Qur'an
06:55	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Taa Haa, verses 106 - 136 by Khalifatul Masih IV (ra). Rec. December 9, 1996.
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	Introduction To Waqf-e-Jadid
09:00	Huzoor's (aba) Interview by LBC Radio: Recorded on November 8, 2014.
09:45	In His Own Words
10:15	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
10:45	Japanese Service
11:20	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	In His Own Words [R]
15:25	Persian Service
15:55	Friday Sermon [R]
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Khilafat-e-Haqqa Islamiya [R]
19:35	Ashab-e-Ahmad (as)
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words
22:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30	The Review Of Religions

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 14 December 2018 | Issue No. 50

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ اکتوبر 2018ء

☆...ہم اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ملک کی خدمت کرنا، قانون کی پابندی کرنا اور ملک سے وفاداری۔

☆...ہم ایک مذہبی جماعت ہیں، ہم یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن آئے گا کہ ہم لوگوں کے دل جیت لیں گے اور انشاء اللہ اقلیت سے اکثریت میں آجائیں گے۔

☆...امریکہ ایک بڑی طاقت ہے، امریکہ کو امن کے حوالہ سے اور انسانیت کی خدمت کے حوالہ سے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فلاڈلفیا سے بالٹی مور روانگی، چرچ سے مسجد میں تبدیل کی جانے والی مسجد ''بیت الصمد'' کا معائنہ اور افتتاح، پریس کانفرنس، معززین سے ملاقات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

20/اکتوبر 2018ء بروز ہفتہ

... ...

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجکر پندرہ منٹ پر تشریف لا کر مسجد بیت العافیت فلاڈلفیا میں نمازِ فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضورِانور نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پروگرام کے مطابق دس بجے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لائے۔ مسجد کے دروازے پر کینیڈا سے آنے والے دو بچے عزیزم فاران طارق اور عزیزہ سبیکہ طارق کھڑے تھے۔ یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم دونوں قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔ حضورِانور کے استفسار پر لڑکے نے بتایا کہ وہ ساڑھے سات پارے حفظ کر چکا ہے اور بچی نے بتایا کہ وہ ابھی دوسرا پارہ حفظ کر رہی ہے۔ دونوں نے حضورِانور سے پیار حاصل کیا۔

بعدازاں حضورِانور مسجد کے اندر تشریف لے آئے جہاں مجلس عاملہ جماعت فلاڈلفیا کے ممبران نے حضورِانور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔ اس موقع پر مقامی جماعت کے بعض بزرگ افریقن امریکن احباب نے حضورِ انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ جب حضورِانور مسجد کے دروازے سے باہر آنے لگے تو ایک نوجوان اپنے چھوٹے بیٹے کو اُٹھائے ہوئے کھڑا تھا۔ حضورِانور نے ازراہِ شفقت بچے کو پیار کیا اور اُس کے رخسار پر الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی لگائی۔ اس پر وہ خوش نصیب نوجوان خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔

بعدازاں حضورِانور مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لے آئے جہاں احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ بچیاں گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور گیت پڑھ رہی تھیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے بیرونی احاطہ میں دو پودے لگائے۔ بعدازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج یہاں سے پروگرام کے مطابق بالٹی مور (Baltimore) اور وہاں پر مسجد بیت الصمد کا افتتاح اور پھر واشنگٹن روانگی کا پروگرام تھا۔

روانگی سے قبل امریکہ کے پہلے احمدی Dr. Anthony George Baker کی قبر پر دعا کا پروگرام بھی تھا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کا ذکر اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 2018ء میں فرمایا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں جارج اے بیکر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''ایسا ہی اَور کئی انگریز ان ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخواں ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام اے جارج بیکر نمبر 404 سیس کوئی ھانا ایونیو (Susquehanna Avenue) فلاڈلفیا امریکہ، میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں 'مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ انہوں نے اسلام کو ٹھیک اُس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔''

(روحانی خزائن جلد 21 براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 106)

اخبار الفضل 22/جولائی 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی امریکہ سے بھجوائی ہوئی درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی جس میں آپؓ نے فلاڈلفیا کے ڈاکٹر بیکر کے اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا ہے۔

''عاجز راقم کو ان تھوڑے سے ایام میں جو ملک امریکہ میں داخل ہوئے گزرے ہیں، باوجود بڑی مشکلات اور رکاوٹوں کے جو متعصّب عیسائیوں کی طرف سے پیش آئیں معتدبہ کامیابی حاصل ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اِس وقت 29 نئے جنٹلمین اور لیڈیاں عاجز کی تبلیغ سے داخل دین متین ہو چکے ہیں جن کے اسمائے گرامی مع جدید اسلامی نام درج ذیل ہیں۔

1-2۔ ڈاکٹر جارج بیکر و مسٹر احمد اینڈرسن۔ یہ ہر دو صاحبان ایک عرصہ سے عاجز کے ساتھ خط و کتابت رکھتے تھے اور مدت سے مسلمان ہو چکے ہوئے ہیں۔ مخلص مسلمان ہیں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کا نام اس فہرست میں سب سے اول رکھا جائے۔''

بعد میں آپؓ نے رپورٹ میں دیگر افراد کا ذکر کیا۔

ڈاکٹر بیکر کی وفات 17/فروری 1918ء کو ہوئی۔ مقامی جماعت نے متعلقہ اداروں سے رابطہ کر کے اور سو سال کا پرانا ریکارڈ دیکھ کر ان کی قبر تلاش کی ہے۔ موصوف فلاڈلفیا کے ایک قبرستان Laural Hill میں دفن ہیں۔

حضورِانور کی فلاڈلفیا سے روانگی

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گیارہ بج کر بیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضورِانور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بڑی تعداد صبح سے مسجد بیت العافیت کے بیرونی احاطہ میں جمع تھی۔ بچیاں گروپس کی صورت میں الوداعی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ حضورِانور نے دعا کروائی اور اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور یہاں سے روانگی ہوئی۔ پولیس کی گاڑیاں قافلہ کو escort کر رہی تھیں۔

گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ قبرستان میں تشریف لائے اور مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر پر دعا کی اور اس موقع پر صدر صاحب جماعت فلاڈلفیا مکرم مجیب اللہ چوہدری صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ نے مرحوم کی قبر کس طرح دریافت کی ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں جہاں ان کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کے گھر کا مکمل ایڈریس بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس ایڈریس کی بدولت جو یہاں قریبی قبرستان ہے وہاں کی انتظامیہ اور کونسل وغیرہ سے رابطہ کر کے 100 سالہ پرانا ریکارڈ نکلوا کر یہ قبر تلاش کی گئی ہے۔

مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر صاحب کے تصور اور وہم وگمان میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ جس مسیحؑ کی انہوں نے تصدیق کی ہے اور اُنہیں قبول کرنے کی سعادت پائی ہے کبھی اُن کے کوئی خلیفہ سَو سال بعد اِن کی قبر پر آئیں گے اور اِن کے لئے دعا ہوگی۔ وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ۔

بعدازاں یہاں سے روانگی ہوئی۔ شہر سے باہر جانے کے لئے وہ راستہ اختیار کیا گیا تھا جو ساحل سمندر کے اُس حصہ سے گزرتا تھا جہاں بحری جہاز لنگرانداز ہوتے ہیں اور 1920ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا جہاز اسی پورٹ پر لنگرانداز ہوا تھا۔ جہاں آپؓ کو جہاز سے اُترنے کے بعد قید کر لیا گیا تھا۔ یہاں چند لمحات کے لئے رُکے۔ انتظامیہ نے بتایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو قید کیا گیا تھا۔ بعدازاں پولیس کے escort میں بالٹی مور کی طرف سفر جاری رہا۔ Pennsylvania سٹیٹ کی حدود میں یہاں کی پولیس نے escort کیا۔ اس کے بعد جب Delaware سٹیٹ میں داخل ہوئے تو وہاں کی پولیس نے قافلہ کو escort کیا۔ پھر Maryland سٹیٹ میں داخل ہوئے تو یہاں کی پولیس نے قافلہ کو escort کیا۔ بالٹی مور کا علاقہ میری لینڈ سٹیٹ میں ہے۔ میری لینڈ سٹیٹ میں جب بالٹی مور شہر کے قریب پہنچے تو پولیس کا ایک ہیلی کاپٹر بھی سیکیورٹی کی ڈیوٹی پر مامور تھا اور مسلسل قافلہ کے اوپر اور مسجد کے ایریا میں چکر لگاتا رہا۔

مسجد ''بیت الصمد'' بالٹی مور میں ورودِ مسعود

ایک بج کر پچاس منٹ پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد ''بیت الصمد'' تشریف آوری ہوئی۔ حضورِانور پہلے مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔ یہ یہاں کے مبلغ سلسلہ کا گھر ہے۔ یہاں عارضی قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ اڑھائی بجے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد ''بیت الصمد'' تشریف لائے جہاں احباب جماعت مردوخواتین کی ایک بڑی تعداد نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھرپور استقبال کیا۔ پُرجوش انداز میں نعرے بلند کئے۔ بچوں اور بچیوں کے گروپس نے خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ جماعت بالٹی مور (Baltimore) کے لئے آج کا دن کسی عید سے کم نہیں تھا۔ آج کا مبارک دن ان کے لئے بہت خوشیاں اور برکتیں لے کر آیا تھا۔ حضورِانور کے مبارک قدم ان کی سرزمین پر پہلی بار پڑ رہے تھے۔ مردوخواتین، بچے بچیاں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں